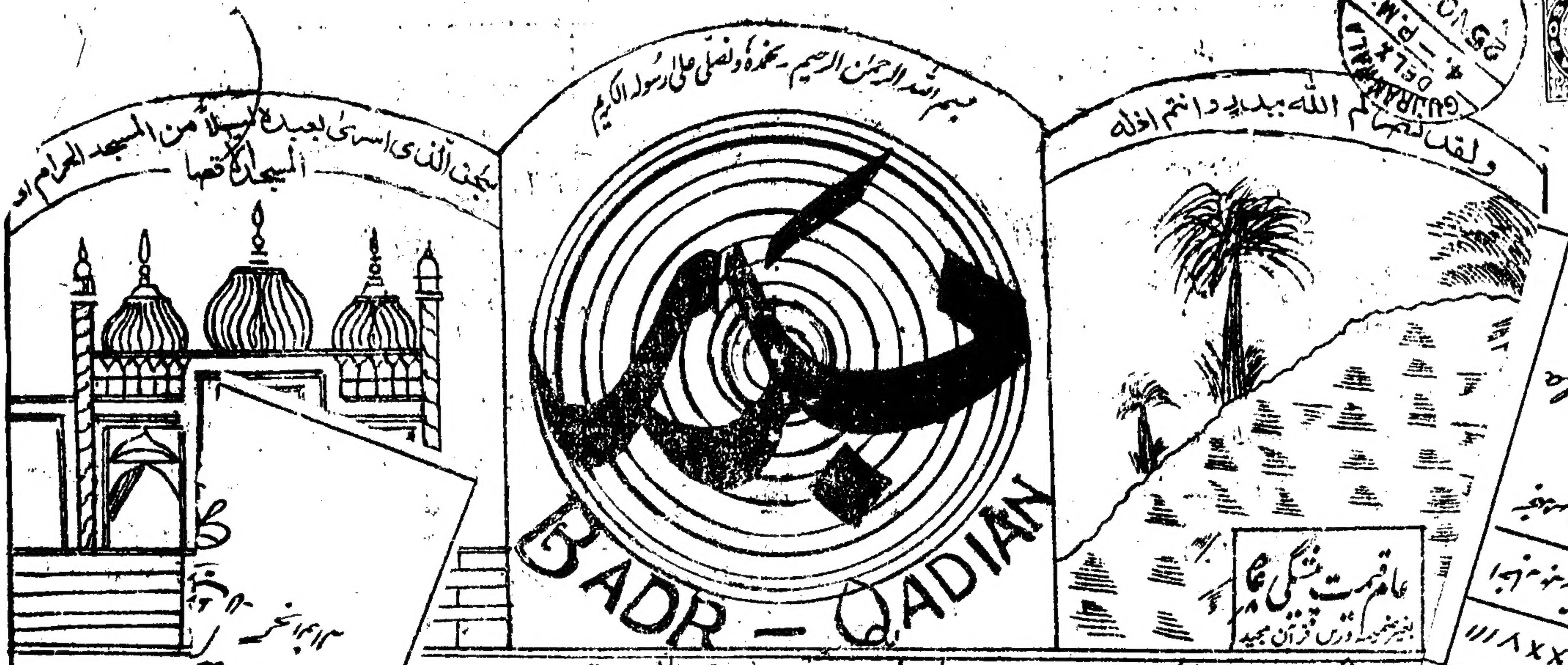

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمد | Reg. No. L CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد

معہ ضمیمہ درس قرآن مجید

(جلد ۱۰) مورخہ ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۸ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء مطابق (نمبر ۴)

بھائیو! اگر قادیان آؤ گے تم | ایڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نور دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

اسلام میں توحید

آریہ مسافر ۱۳ میں ایک نوٹ اسلام میں شرک کے عنوان سے دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا کہ جس دین کا اصل الاصول ہی لا الہ الا اللہ ہو۔ اس میں شرک کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک جاہل سے جاہل مسلمان کو بھی پوچھو۔ کہ تم مسلمان ہو۔ تو وہ اس کے ثبوت میں فوراً الحمد للہ پڑھتا ہوا کہے گا۔ لا الہ الا اللہ۔ بخلاف اس کے اور کوئی مذہب ایسا نہیں جس کا معمولی فرد بھی اپنے مذہب کے اصول بتلا سکے۔ میں نے تو بڑے لوگوں سے پوچھ کر دیکھا ہے وہ میرے اس سوال کا جواب ٹال گئے۔ کہ آپ کے مذہب کے اصول کیا ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں میں نے جیون تت کے ایڈیٹر صاحب کو لکھا کہ آپ کے مذہب کے اصول کیا ہیں۔ تو جواب میں مجھے دس گیارہ کتابوں کا نام لکھ دیا۔ لیکن یہی سوال اگر ایک جاہل مسلمان سے بھی ہوتا۔ تو وہ لکھ بھیجتا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ دنیا میں ایک ہی مذہب ہے۔ جو اپنے اصولوں کا اعلان دن رات کو ٹھوں پر چڑھ کر پانچ دفعہ بآواز بلند کرتا ہے یعنی اذان میں۔ وہ مذہب میرے دوستو اسلام ہے۔ پھر باوجود اس علم کے کہ اللہ اکبر۔ اشہد اَن لا الٰہ الا اللہ۔ ہمارا دین ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام میں شرک ہے کس قدر بے انصافی کی بات ہے۔ قرآن مجید سارا اسی توحید کی تعلیم سے بھرا ہے۔ اس کی ایک سورۃ۔ قُلْ ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ ایسی سورۃ ہے جو جاہل سے جاہل مسلمان کو یاد ہے۔ اور دن میں تقریباً ۳۲ دفعہ اس کو دہراتا ہے۔ پھر باوجود اس کے ہمیں مشرک سمجھنا۔ اگر از راہ شرارت نہیں تو نادانی کی انتہا ہے۔ کیا لوگوں کو حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اعلان بھول گیا کہ یا ایھا الناس ان کنتم فی شکٍ من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ۔ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم وامرت ان اکون من المومنین وان اقم وجھک للدین حنیفاً۔ ولا تکونن من المشرکین ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذاً لمن الظٰلمین۔ وان یمسسک اللہ بضرٍ فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیرٍ فلا رادّ لفضلہ یصیب بہٖ من یشاء من عبادہٖ وھو الغفور الرحیم۔

اے لوگو۔ اگر تم میرے دین کی نسبت شک میں ہو تو سن لو۔ کہ اللہ کے سوا ان کی پرستش نہیں کرتا جن کی تم پرستش کرتے ہو بلکہ میں اس کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمہاری جانیں قبض کرتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ اور یہ کہ اپنی تمام توجہ سے یکسو ہو کر دین پر قائم ہوں۔ اور تو مشرکوں سے نہ ہو اور نہ پکار اللہ کے سوا اسے جو نفع نہ دے نہ ضرر۔ اگر تو ایسا کرے تو ظالموں سے ہے۔ اگر تجھے کوئی دکھ پہونچے۔ تو اللہ کے سوا اس کا کوئی ہٹانے والا نہیں اور سکھ پہونچائے۔ تو اس کے فضل کو ہٹانے والا کوئی نہیں۔ جس پر چاہے اپنے بندوں سے فضل کرے وہ غفور رحیم ہے۔ کیا ایسی پاک تعلیم والا مشرک ہو سکتا ہے (۲) پھر سنو۔ قرآن شریف میں صاف حکم ہے۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر ولکن اسجدوا للذی خلقھن۔ کیا اس قسم کی کوئی وید کی شرتی بھی پیش کر سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔

اسلام شرک کی بیخکنی میں تو ایسا مشہور ہے۔ کہ خود مخالفوں کو بھی اس کا اقرار ہے۔ چنانچہ پرکاش مطبوعہ ۸ نومبر میں لکھا ہے کہ:۔

(سیدنا) محمد صاحب (صلعم) کے دھرم سمبندھی کاموں کے لئے ہمارے ہردیہ میں بڑی عزت ہے ان کے ظہور سے پورب عرب دیش نواسیوں کی دھارمک اوستھا بہت ہی نیچ تھی وہاں وام مارگ کی لہریں زوروں پر تھی۔ بھیروی چکر بڑے ویگ سے چلتا تھا۔ غرضیکہ شراب کباب و بھچار اور بت پرستی کوئی ایسی اخلاقی برائی نہ تھی۔ جو اس وقت اہل عرب میں موجود نہ ہو۔ اس وقت (سیدنا) محمد صاحب (صلعم) نے بت پرستی کے برخلاف

(بدر پریس قادیان دارالامان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

بردست آواز اُٹھائی اور نسند بہہ عربی پیغمبر کے یہ ...یری سورج اور چاند بھی میرے ہاتھون پر رکھ دو۔ تو ...ی مین بتون کا کھنڈن نہین چھوڑ سکتا۔ بڑے اچھے بھاؤ والے شبدمین۔ اور ان شبدون کو پڑھ کر ایک لخت ہمارے ہردیہ سے پیغمبر کی پرسنشا نکلتی ہے۔ آپنے بت پرستی کو ہٹا کر عرب دیش مین ایک واحد پرماتما کی پوجا چلائی"

باقی یہ کہنا کہ آپ نے اپنا نام ساتھ جوڑ دیا۔ ہنایت نافہمی کی بات ہے۔ دنیا مین ایک ہی ہادی ہے۔ جس کو یہ امتیازی درجہ حاصل ہے۔ کہ اس کی قوم نے اس کی پرستش نہین کی۔ کیونکہ مسلمان جہان اشہد ان لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ اسی کے ساتھ اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ ہے۔ یعنی اللہ کی الوہیت کے ساتھ (حضرت) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبودیت کی گواہی دیتا ہے۔ کیا ہمارا معترض بھول گیا کہ رامچندرجی اور کرشن جی کی پوجا ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے یہ تعلیمی نقص ہے۔ وہ خدا کے راستباز نیک ہادی خلق تھے۔ مگر لوگون نے انھین خدا سمجھا اور خدا بنایا۔ مگر الحمد للہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس کی قوم کو یہ غلط فہمی نہین۔ مسئلہ شفاعت سے کسی قسم کا شرک سمجھنا بہت گری ہوئی بات ہے۔ شفاعت کی فلاسفی تم لوگ نہین سمجھ سکتے۔ حالانکہ دنیا کے جتنے کام ہین وہ بھی شفاعت ہی سے ہوتے ہین۔ اگر کسی انسان مین یہ دو چیزین موجود ہون کہ ایک خدا سے تعلق شدید ہو اور دوسری طرف مخلوق سے بھی محبت اور ہمدردی کا تعلق ہو۔ تو بلا شبہ ایسا شخص ان لوگون کے لئے جنھون نے عمداً اس سے تعلق نہین توڑا۔ دل جوش سے شفاعت کرے گا۔ اور وہ شفاعت منظور ہوگی۔ کیونکہ جس شخص کی فطرت کو یہ دو تعلق عطا کئے گئے ہین ان کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت تامہ کی وجہ سے اس فیض کو کھینچے۔ اور پھر مخلوق کی محبت تامہ کی وجہ سے وہ فیض ان تک پہونچائے۔ اور یہی وہ کیفیت ہے جسکو دوسرے لفظون مین شفاعت کہتے ہین۔ جیسا کہ چاند سورج کے مقابلہ مین ہوکر ایک قسم کا اتحاد اور جوڑ اس سے حاصل کرتا ہے۔ تو معاً اس نور کو حاصل کر لیتا ہے۔ جو آفتاب مین ہے اسی طرح روحانی شفیع کا معاملہ ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپ کی پیروی کرتا ہے یہان تک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ وہ الٰہی نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُترتا ہے اس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے اور پھر اُس نور سے قوت پاکر اعلےٰ درجہ کی نیکیان اس سے ظاہر ہوتی ہین۔ اور اس کے ہر عضو مین سے محبت الٰہی کا نور چمک اُٹھتا ہے۔ تب اندرونی ظلمت بکلی دُور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس مین نور پیدا ہو جاتا ہے اور عملی رنگ سے بھی۔ آخر ان نورون کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اس کے دل سے کوچ کر جاتی ہے۔

بس جناب یہ ہے شفاعت کی حقیقت۔ خدا جانے آپ کیا سمجھے ہین۔ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ مجرمین مین یکدم اندھا دھند بہشت مین ڈالدئے جاوین گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یتساءلون عن المجرمین۔ ما سلککم فی سقر۔ قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین۔ وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتٰنا الیقین فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین۔

تم کو دوزخ مین کس چیز نے پہونچایا۔ کہین گے۔ ہم نمازی نہ تھے۔ مسکین کو کھانا نہ کھلاتے۔ بے ہودہ بکواس کرتے۔ عملی حالت سے قیامت کو جھٹلاتے۔ یہان تک کہ موت آگئی۔ پس ان کو شفاعت کرنے والون کی شفاعت نفع نہ دے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت یا ایہا الناس اتقوا ربکم واخشوا یوماً لا یجزی والد عن ولدہٖ ولا مولود ھو جاز عن والدہٖ شیئاً کے نزول پر فرمادیا تھا۔ اے قریش اپنی خلاصی ڈھونڈو۔ مین تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا۔ اے بنی عبد مناف اے عباس اے صفیہ محمدؐ کی پھوپھی اور اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی۔ اللہ کے معاملہ مین مین کیا کام آسکتا ہون۔ اگر تمہارے عمل اچھے نہ ہون گے۔

پھر ایک اور آیت سے ٹھوکر کھائی۔ جو سورۂ اعراف مین ہے۔ جعلا لہ شرکاء فیما اٰتٰہما فتعالی اللہ عما یشرکون۔ آپ کہتے ہین کہ بابا آدم علیہ السلام و مائی حوا نے شرک کیا۔

مین تعجب کرتا ہون۔ کہ آدم کا بیان پہلے ہولیا۔ پھر اور پیغمبرون کا ذکر آیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنون کا ذکر ہے اب یہان آدم و حوا کس طرح سمجھ لئے گئے۔ کیا جعل منہا زوجہا سے مگر یہ زوان کی خصوصیت نہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن آیاتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً۔ کہ خدا نے تہین سے تمہاری بیبیان بنائین۔ کیا دُعا ہے؟ مگر دُعا تو مشرکین بھی کر لیتے ہین۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ دعوا اللہ مخلصین لہ الدین لئن انجیتنا من ھذہٖ لنکونن من الشاکرین۔ کیا صالحاً ہے؟ وہ کون ماں باپ ہے جو نہ چاہے کہ میری اولاد چنگی بھلی تندرست پیدا ہو۔ کیا عمّا یشرکون قرینہ کافی نہین۔ کہ حضرت آدم و حوا یہان مراد نہین بلکہ مشرکین عرب کو خطاب ہے اور نفس واحدہ سے مراد عربون کا جد مشترک ہے۔ جس سے ان سب کی نسل چلتی ہے یا نفس واحدہ سے ہر ایک مشرک مخاطب کا جدّ مراد ہے۔ حضرت آدمؑ کے دانہ کھا لینے کا ذکر تو کئی جگہ ہے۔ مگر اس بات کا ذکر نہین آیا بلکہ سورہ طٰہٰ مین ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ فرما کر بتادیا۔ کہ پھر آدم علیہ السلام سے کوئی معمولی کمزوری بھی ظاہر نہین۔ چہ جائیکہ شرک۔ اُمید ہے اسی قدر کافی ہوگا۔

*

مدینۃ المسیح

جناب امیر المؤمنین علامہ نور الدین سلمہ رب العالمین جمعہ کے روز ۱۷ نومبر خان محمد علی خان صاحب کی کوٹھی سے واپس آتے ہوئے گھوڑی کے بدکنے سے الحکم پریس کے پاس نیچے آرہے۔ ابرو کے اوپر ایک زخم آیا۔ ہڈی پر ضرب نہین آئی اور کچھ چوٹین بھی لگین مگر الحمد للہ خیریت گذری۔ بہت سال ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب مین دیکھا۔ کہ مولوی نور الدین صاحب گھوڑی سے گر پڑے۔ جس سے آپ کی صداقت اور اس تعلق شدید کا پتہ چلتا ہے۔ جو حضور کو مولوی صاحب موصوف سے تھا۔ آپ کی طبیعت روبصحت ہے حالات تشویش انگیز نہین۔ احباب یہان آنے کی تکلیف نہ کرین بلکہ گھر ہی مین صبر و سکون کے ساتھ دُعا کرین۔

جھنگ سیال کا پیغام شانتی کو — اگر اصول ہی کی پوچھتے ہو تو پھر کچھ نہ پوچھو۔ اپنے اصول اپنے ہی کالمون سے ڈھونڈلو۔ آپ کو معلوم ہو جاویگا کہ آپنے اوتار کس لئے لیا تھا اور اب کرتے کیا ہو۔

اعلان بہ نسبت مردم شماری ۱۹۱۱ء — اس امر کی ہدایت رکھنی چاہئیے کہ جینیون اور سکھون کو ہندو درج نہ کیا جاوے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مین سکھ ہون تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے کیس نہین رکھے ہندو درج نہین کرنا چاہئیے۔

لارڈ ہارڈنگ بہادر وزیر ہند اعلان کرتے ہین۔ کہ حضور ملک معظم کو امید ہے کہ وہ علیا حضرت ملکہ میری کی معیت مین ہندوستان تشریف لائین گے اور یکم جنوری ۱۹۱۲ء کو دربار تاجپوشی دہلی مین منعقد فرمائین گے۔

قرآن مجید کی سورتوں کا خلاصہ

(فرمودہ حضرت امیر المومنین سلمہ رب العالمین)

۱ - سورۂ بقرہ - توجہ دلاتی ہے کلام آلہی پر اور اسکی ضرورت پر اور اس کے فوائد پر - ان فوائد میں سے بڑا فائدہ اصلاح جنگون کی ہے - کلام آلہی سے غرض کیا ہے اور علامات کیا ہین اور بطور مثال کے جہاد پر بیان کرتی ہے - یہود کے ساتھ مناظرہ اسمین زیادہ ہے نصاریٰ کے ساتھ کم ہے -

۲ - سورۂ آل عمران - اسی مضمون کو دہراتی ہے اور نصاریٰ سے مباحثہ زیادہ کیا گیا ہے -

۳ - سورۂ نساء - جنگون سے اگر فرصت ہو - تو معاشرت اور تمدن کے طریق سکھاتی ہے - ملک گیری ہو چکی - اب ملک داری کی تعلیم ہے اور اشارہ مناظرہ اور جہاد کا ذکر کرتی ہے -

۴ - سورۂ مائدہ - معاشرت اور تمدن ہے اور مناظرہ عیسائیون سے زیادہ اور معاہدات کی طرف توجہ دلائی ہے - کہ ملک داری مین معاہدات کا لحاظ رکھنا ضروری -

۵ - سورۂ انعام - رسالت اور رسولون کی تسلیم کی بحث ہے -

۶ - سورۂ اعراف - وہی رسالت اور تعلیم ہے - مگر نظائر کو بڑھایا ہے کیونکہ ان کے سوا بات صاف نہین ہوتی -

۷ - سورۂ انفال - مین نظائر کے ساتھ واقعات کی طرف توجہ دلائی ہے - مثلاً بدر -

۸ - سورۂ توبہ - مین واقعات مین خصوصیت سے مکہ والون اور منافقون کو خطاب کیا ہے -

۹ - سورۂ یونس - مین نبی کریمؐ کے ساتھ جو آپ کے دشمنون کا تعلق اور اس کا نتیجہ ہے اسکا ذکر کیا ہے -

۱۰ - سورۂ ھود - مین وہی مضمون دھرایا ہے -

۱۱ - سورۂ یوسف - مین بتایا ہے کہ انبیاء کی ابتدائی حالت قبل نبوت کی مخالفت بھی ناکامی کا موجب ہوتی ہے - چہ جائیکہ تکمیل نبوت کے بعد مخالفت - مگر اس مین ظاہری مخالفت کے امور کا بیان ہے -

۱۲ - سورۂ رعد - مین ظاہری باطنی شرارتون کا ذکر ہے -

۱۳ - سورۂ ابراھیم - مین پھر ظاہری شرارتون کا ذکر کیا ہے پھر بتایا ہے کہ قرآن شریف چونکہ جامع ہے اس کا مقابلہ تمام انبیاء کا مقابلہ ہے -

۱۴ - سورۂ نحل - مین خطرناک جھڑکی دی ہے اور وجوہ جنگ بتائے ہین - مگر سورہ نحل مین اہل مکہ کی طرف توجہ ہے -

۱۵ - سورۂ بنی اسرائیل - مین یہود کی طرف زیادہ توجہ ہے

۱۶ - سورۂ کہف - نصاریٰ - یہود اور مجوس کو لیا ہے -

۱۷ - سورۂ مریم - مین آپ کی قبولیت دُعا کی تسلی ہے -

۱۸ - سورۂ طٰہ - مین اس قبولیت دُعا پر زیادہ زور دیا ہے

۱۹ - سورۂ انبیاء - مین عظیم الشان فتوحات کا بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے - کہ جن انبیاء کا ذکر کیا ہے اون کے ملکون مین ہماری سلطنت جائے گی

۲۰ - سورۂ حج - مین عنقریب فتح ہونیوالی ہے - یہود نصاریٰ مجوس کو بیدار کیا ہے -

۲۱ - سورۂ مومنون - مین فتح کو مشروط کر دیا ہے یعنی یہ بتایا ہے کہ فتوحات کس شرط پر مشروط ہین -

۲۲ - سورۂ نور مین خلفاء راشدین کا بیان ہے -

۲۳ - سورۂ فرقان - مین تبلایا ہے - کہ کل دشمنون کا تختہ اُلٹ دینگے -

۲۴ - سورۂ شعراء - مین مکہ کے بڑے بڑے نو دشمنون کا ذکر کیا ہے -

۲۵ - سورۂ النمل - خلافت کے بعد سلطنت کا رنگ ہو جائیگا - اور جب آسودگی بڑھ جائے گی - تو شریر بادشاہ بھی ہون -

۲۶ - سورۂ قصص - بنی اُمیہ کی سلطنت خواہ شام خواہ سپین مین

۲۷ - سورۂ عنکبوت - عباسیون کا ابتدار اور بنو اُمیہ کا انجام

۲۸ - سورۂ الروم - مین ملک شام کی عام حالت بیان ہوئی -

۲۹ - سورۂ لقمان - عباسیون کا عہد اور حکمت کے تراجم کا ذکر -

۳۰ - سورۂ السجدہ - مین اُس کے بعد کی سُستیون کا ذکر ہے -

۳۱ - سورۂ - احزاب - اس بات کا ذکر ہے کہ پھر منافق بہت زیادہ ہو جائین گے -

۳۲ - سورۂ سبا - مسلمانون کی عیش پرستی کا ذکر ہوگا - کہ ترقی کرکے اُنھون نے کس طرح عیش پرستی کی -

۳۳ - سورۂ فاطر - مین اس کا نتیجہ -

۳۴ - سورۂ یٰسٓ - مین تمام پچھلی کارروائی کو دُہرا کر اس کا نتیجہ بیان کیا ہے -

دوسرا سوال

دیکھو - الوصیت ...

کیا انبیاء علیہم السلام وحی آلہی کے معانی اور مطلب سمجھنے میں غلطی کر سکتے ہیں ؟ اِس کی نظائر بھی تبلا دیں -

جواب - اِس میں وحی اور الہام آلہی کی دو قسمیں ہیں - ایک تو وہ جو کسی شریعت کے معاملہ کے متعلق ہو - یعنی ایسا الہام ہو جسمیں کوئی حکم ہو جس کی بجا آوری لوگوں پر فرض ہو تو اُس الہام کے معنے غلط سمجھنے میں چونکہ شریعت کی تکمیل کا حرج ہے - اِس لئے ایسے الہامات کے معنوں میں غلطی ناممکن ہے - مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق جو الہامات قرآنی ہیں اگر ان کے معانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ کھلتے تو شریعت کی تکمیل نہو سکتی تھی - اور (معاذ اللہ) آیت الیوم اکملت لکم دینکم غلط ٹھہرتی - اور نماز روزہ حج وغیرہ ہم انکی اصلی ہیئت میں خدا کی مرضی کے مطابق کبھی ادا نکر سکتے اِس لئے ایسے الہامات کے معنوں میں ذرہ بھر بھی خفاء انبیاء پر نہیں رہنا چاہیئے - کیونکہ اگر ایسا خفاء وقوع میں آئے تو پھر انبیاء کی اصل غرض یعنی تکمیل دین پوری نہیں ہو سکتی اور جب اصل غرض پوری نہو گی تو پھر (معاذ اللہ) لغو کام ہو جاتا ہے - اِس لئے ناممکن ہے کہ احکام و شرائع کے الہامات میں غلطی لگے - اب رہے ایسے الہامات جو احکام دینی کے متعلق نہیں انکی کئی قسمیں ہیں - اُن میں بعض تو ایسے ہیں جن میں آئندہ کے متعلق بشارتیں اور وعید پائے جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ملہم کی کسی موجودہ حالت کے اظہار کے لئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو کسی گذشتہ واقعہ کے متعلق ہیں - اب جبکہ ہم پر یہ ثابت ہو گیا کہ شریعت کے احکام کے سوا اور کئی قسم کے الہام ہوتے ہیں اور یہ بھی ہم صاف بات پاتے ہیں کہ اگر ایسے الہاموں کے معنے ملہم نبی پر نہ کھلیں تو کوئی حرج نہیں ہو سکتا کیونکہ اس الہام میں کوئی شریعت کا حکم تو ہے نہیں کہ جسپر عملدرامد نہونے سے یا غلط عملدرامد ہونے سے گناہ واقعہ ہونے کا اندیشہ ہو سکے - پھر اُس کے بعد ہم دیکھتے ہیں الہامی کتابوں میں ہزاروں استعارے اور مجاز مستعمل ہوتے ہیں اور ہزاروں جگہ ایسے الفاظ استعمال میں لائے جاتے ہیں کہ جتنے متعدد معانی خیال میں آ سکتے ہیں - اِسیطرح خود قرآن شریف فرماتا ہے کہ قرآن شریف جیسی مفصل کتاب کا ایک معتد بہ حصہ متشابہات آیات سے ہے - اب ایک اور طرف نظ[ر کرتے] ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض الہام ایسے بھی ہوے ہیں جن کی نسبت قرآن شریف فرماتا ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا - تو صاف نتیجہ نکل آتا ہے کہ اگر تمام الہاموں کے درست اور عین ٹھیک پورے ہونے والے معنی ہی انبیاء کو معلوم ہوتے اور لوگوں کے سامنے بیان کر دیا کرتے تو پھر لوگوں کو کس قسم کا شبہ پیش آ سکتا ہے - ورنہ بات

عین بدیہیات سے معلوم ہوتی ہے کہ ضرور شریعت کے احکامات کے سوا اور جو الہامات ہوں اُن کے وہ معنے جو کہ وقوع کے لحاظ سے درست ہوتے ہیں انبیاء کی نظر سے بھی بعض دفعہ پوشیدہ رہجایا کریں تاکہ جلد باز اور موٹی نظر والے لوگوں کے لئے بہ سبب اُن کی اپنی ہی کج فہمی اور جلد بازی کے باعث ابتلا ہوں اور ان لوگوں کے لئے جو بُردباری اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہیں ہدایت اور رشد کا موجب ہوں۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ تمام کے تمام الہام اپنے اصل وقوع کے لحاظ سے نبی پر ظاہر ہوتے ہیں اور نبی سے کسی قسم کی کبھی غلطی الہام کے معنی کرنے میں نہیں ہو سکتی تو میں حیران ہوں کہ پھر اس الہام کے وقوع کے بعد لوگوں کو کس طرح کسی قسم کا بھی شک شبہ ہو سکتا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء نے پیشگوئیاں کیں اور وہ پوری بھی ہو گئیں اور لوگوں نے اعتراض بھی کئے تو اگر اُن پیشگوئیوں کے اندر ان کے فہم کی غلطی کا کسی قسم کا احتمال نہیں ہوتا تو پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگ کس مُنھ سے اعتراض کرتے ہونگے پس اُن لوگوں کے اعتراضوں اور شبہات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ پیشگوئی ضرور پوری ہوتی ہو مگر انبیاء کا فہم بعض موقعوں پر واقعہ کے لحاظ سے درست نہیں ہوتا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دین کے تمام مسائل اس رنگ سے واقع ہوئے ہیں کہ باوجود اُن کے اَصفیٰ اور اَجلیٰ ہونے کے پھر بھی ایک گونہ خفاء پایا جاتا ہے۔ اس لئے کچھ لوگ جو فکر اور عقل و فہم سے کام لیتے ہیں وہ تو اُن مسائل کی حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں۔ اور اُنپر دل سے ایمان لے آتے ہیں اور چند ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں (بلکہ اکثر لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں) جو بہ سبب اپنی کم علمی اور خوف آلہی کے نہ ہونے کے اُنکا انکار کر دیتے ہیں اور اگر بالفرض یہ بھی مان لیا جائے کہ الہام اور وحی کے معانی میں ذرہ بھر بھی خفاء انبیاء [illegible] نہ تھا تو پھر لوگوں کو الہامات اور وحی پر ایمان لانے سے کوئی ثواب نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ ایک بدیہی اور سورج کی طرح روشن بات کو مان لینا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ کیونکہ دُنیا میں سورج اور چاند اور ستاروں پر ایمان لانے سے کوئی ثواب نہیں ملتا۔ اس لئے کہ یہ تمام چیزیں بالکل عیاں ہیں اور برعکس ان کے فرشتوں پر ایمان لانے سے ثواب عظیم ہوتا ہے کیونکہ وہ عیاں نہیں بلکہ پوشیدہ ہیں اور برعکس

دنیا کسی کو نظر نہیں آتے۔ اور بغیر تفکر و تدبر کے معلوم نہیں ہو سکتے۔

سو خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ان الہامات اور وحی میں جو شریعت کے احکام کے سوا ہیں بعض دفعہ ضرور کچھ نہ کچھ خفاء رہجانا چاہیئے تاکہ مومنوں کے لئے اُن کے تفکر پر عمدہ نتائج مرتب ہوں اور منکروں کے لئے بسبب اُن کے عدم تفکر کے سزا مہیا ہو۔ اس سے بڑھکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف سے چند آیتیں اس مضمون کی لکھوں کہ جن سے ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ بعض الہام ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کسی مصلحت الہی کیوجہ سے اُن کا اصل وقوع انبیاء پر ظاہر نہیں ہوتا۔ اور وہ صورت وقوعہ جو واقعہ کے لحاظ سے بہ سبب تھوڑے سے فرق درست اور صحیح نہیں ہوتی۔ انبیاء سمجھ لیتے ہیں جس سے منکروں اور منافقوں اور منکروں کے لئے فتنہ مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ

آیت اول وَاِذَا بَدَّلْنَا آیَۃً مَّکَانَ آیَۃٍ وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ قُلْ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَھُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ

ترجمہ۔ یعنی خدا تعالیٰ کے الہامات اور وحی کے معانی و مطالب بعض دفعہ بعض مصالح کی وجہ سے بدل جاتے ہیں۔ اور صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ الہام جو اُتارا ہے کس طور سے پُورا ہوگا۔ مگر منکر لوگ جو باریک بین نہیں ہوتے وہ الہام کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ بہ سبب اصل الہام کو نہ سمجھنے کے جاہل ہیں تو کہدے کہ یہ الہام تو روح القدس نے تیری رب کے پاس سے اُتارا ہے۔ میری اجتہادی غلطی سے اِس الہام کی سچائی پر کیا دھبہ آ سکتا ہے۔ اس الہام کی اصل غرض تو یہ ہے کہ مومن ہدایت پا جائیں اور خوشخبری پائیں تاکہ مومنوں کا دل ثابت و قائم رہے۔

اب دیکھئے کہ اس آیت شریفہ سے کس طرح صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ الہام اور وحی کے معنے جو وقوعہ کے لحاظ سے درست ہوتے ہیں انبیاء پر ظاہر نہیں کرتا بلکہ انبیاء علیہم السلام بہ سبب مصالح الہی کے اور کچھ معانی سمجھ لیتے ہیں اور بمطابق آیت وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ اِس الہام کا اصل وقوع کس طرح پر ہوگا۔ پھر جب وہ الہام پُورا ہوتا ہے اور نبی کے اجتہاد کے خلاف ہوتا ہے تو بمطابق آیت قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ منکر لوگ بجائے نبی کے فہم کی غلطی کیطرف دھیان کرنے کے یہ بات کہدیتے ہیں کہ الہام ہی جھوٹا نکلا اور یہ نبی کا اپنا افترا ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ الہام میں کونسا نقص واقع ہُوا۔ ہاں نبی کا اجتہاد غلط نکلا مگر اس سے الہام پر کیا جرح ہو سکتی ہے۔

پھر دوسری جگہ قرآن شریف فرماتا ہے:

آیت دوسری فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ آیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ۔ وَّلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَیُؤْمِنُوْا بِہٖ فَتُخْبِتَ لَہٗ قُلُوْبُھُمْ۔

یعنی وہ الہام جو انبیاء کو ہوتے ہیں ان کے معنے اور وقوعہ کے لحاظ سے اصل مطلب بعض نبیوں کو معلوم نہیں ہوتا اور وہ واقعہ کے لحاظ سے غیر درست مطلب خیال میں آجاتا ہے مگر جب وہ الہام پُورا ہوتا ہے اور اس طور سے پُورا ہوتا ہے جسطور پر کہ انبیاء کو خیال نہیں ہوتا تو وہ معنی جو انبیاء وقوع سے پہلے خیال کرتے ہیں وہ منسوخ ہو جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلے معنے جو انبیاء علیہم السلام الہام سے پیشتر خیال کئے ہوئے ہوتے ہیں منسوخ ہو کر مُنافق اور سخت دل لوگوں کے لئے شک و شبہ و برگشتگی کا موجب ہوتے ہیں۔ مگر اہل علم لوگ اس بات کو سمجھ لیتے ہیں کہ یہ الہام وقوع کے لحاظ سے سچا ہے گو کہ انبیاء مصلحت الٰہی سے اصل معنی معلوم نہ کر سکے۔ پس وہ اہل علم لوگ اِس الہام پر ایمان لے آتے ہیں اب دیکھئے کہ اِس مذکورہ آیت قرآنی سے معاملہ کیسا صاف ہو گیا کہ بعض دفعہ بعض مصالح الٰہی سے الہام اور وحی کے معانی جو وقوعہ کے لحاظ سے درست ہوتے ہیں انبیاء علیہم السلام پر ظاہر نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے قریب قریب اور معانی انبیاء علیہم السلام کے خیال میں آجاتے ہیں۔ پھر جب وہ الہام انبیاء کے قیاس کے خلاف پُورا ہوتا ہے تو منافق اور سخت دل یعنی جو لوگ باریک بین نہیں ہوتے کہنے لگتے ہیں۔ کہ یہ الہام جھوٹا ہوا۔ مگر غور بین نظر اور علم والے لوگ کسی شک و شُبہ میں نہیں پڑتے بلکہ ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ الہام درست ہے گو کہ اِس کے معنے قبل از وقوعہ اور کچھ خیال کئے گئے تھے۔

اب ان باتوں کے بعد میرے خیال میں کسی حق پسند انسان کے

کے لئے ضرورت نہیں رہتی کہ کسی اور حوالہ کا خواہشمند ہو کیونکہ قرآن شریف سے ایک چھوڑ دو جگہ پر میں اِس مضمون کو دکھلا چکا ہوں

واللہ اعلم لاعلم لنا الا ماعلمتنا

پس اس کے بعد معترض صاحب کے دوسرے اعتراض کی نسبت پیش کرتا ہوں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"انبیاء سابقین کی نظیر بتلا دیں جنکو الہام الٰہی کے سمجھنے میں غلطی لگی ہو"

جواب اول۔ اِس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ جب اس بات کو ہم قرآن شریف سے ثابت کر آئے ہیں کہ بعض الہاموں کے معانی سمجھنے میں بسبب مصلحت الٰہی کے انبیاء کو بعض مواقع پر غلطی ہو جاتی ہے تو پھر نظیر بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ قرآن شریف کے آگے کسی اور دلیل دینے کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔

مگر تاہم اِس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کے لئے اور اس مضمون کو تمام افہام کیواسطے مفید بنانے کے لئے میں انبیاء سابقین کی ایسے معاملوں میں نظیر بیان کرونگا وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نظیر اول۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ ونادی نوح ربہٗ فقال رَبِّ اِنَّ ابنی من اہلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین قال یانوح اِنّہٗ لیس من اہلک انہٗ عملٌ غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک اَنْ تکون من الجاہلین۰

(ترجمہ) حضرت نوح نے عرض کی کہ اے اللہ میرا مغروق بیٹا میرے اہل میں داخل تھا تیرا وعدہ بہرحال پُورا ہونا ہے کیونکہ تو تمام حاکموں کا حاکم ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا اے نوح تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں تھا کیونکہ وہ بُرے عملوں والا تھا۔ پس تو مجھ سے ایسے سوال مت کیا کر جن میں تجھے غلطی لگا کرے۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائیو۔ اب ناظرین غور فرمائیں کہ یہ اس معاملہ کی کیسی عظیم الشان نظیر ہے اور اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب حضرت نوح کی قوم نے حضرت نوح کا انکار کیا اور آپکو الہام ہوا کہ یہ ہلاک ہو جائینگے اور آپ نے کشتی بھی بنانی شروع کی تو بشارت کے طور پر یہ الہام ہوا کہ تیرے اہل وعیال سلامت رہینگے۔ مگر حضرت نوح نے اس الہام کے سمجھنے میں یہ غلطی کھائی کہ آپ نے اپنے مغروق بیٹے کو بھی اس الہام کے ماتحت اہل وعیال میں سمجھ لیا لیکن جب طوفان آیا اور وہ بیٹا بھی غرق ہو گیا تو حضرت نوح بڑے حیران ہوئے اور جناب الٰہی میں سوال کیا کہ تو تو احکم الحاکمین ہے اور جو کچھ تو نے کیا ہے الہام کے موافق کیا ہوگا مگر میرا بیٹا تو میرے اہل وعیال میں سے تھا اور ضرور تھا کہ وہ بھی بمطابق الہام کے طوفان سے سلامت رہتا لیکن کیا وجہ ہوئی کہ وہ غرق ہوا تو خدا تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ الہام کہ تیرے اہل وعیال سلامت رہینگے بالکل سچا ہے۔ مگر تو نے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور تو نے غلط سمجھ لیا کہ یہ الہام تیرے بیٹے کے متعلق بھی ہے اور تو نے اس الہام کے معنی اجتہادی غلط سمجھے۔ اور خیال کر لیا کہ تیرا بیٹا بھی اِس الہام میں شامل ہے۔ اب دیکھئے کہ حضرت نوح جیسے عظیم الشان نبی نے وحی الٰہی اور الہام خدائی کے سمجھنے میں کیسی غلطی کھائی یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے انی اعظک اَنْ تکون من الجاہلین جیسے الفاظ تا دیبا فرمائے۔

گو کہ حق پسند آدمی کے لئے یہی نظیر کافی ہے۔ مگر چونکہ مختلف مذاقوں کے آدمی ہوتے ہیں اِس لئے دو تین اور عرض کرتا ہوں۔ سُنئے

نظیر دوئم۔ ایک اور جگہ قرآن شریف فرماتا ہے:۔ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشریٰ یجادلنا فی قوم لوط۰ ان ابراھیم لحلیمٌ اوّاہٌ منیب۰ یاابراھیم اعرض عن ھذا انہٗ قد جاء امر ربک وانھم اٰتیھم عذابٌ غیر مردود

(ترجمہ) پس جب ابراہیم سے خوف دور ہوا اور اس کے پاس بشارتیں پہنچ چکیں تو ہم سے قوم لوط کے بارے جھگڑنے لگا۔ تحقیق بُردبار نرم دل رجوع کرنے والا تھا اے ابراہیم اِس بات سے اعراض کر بیشک یقیناً تیرے پروردگار کا حکم آچکا اور یقیناً اُن پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو واپس نہیں کیا جائیگا۔

اب ناظرین دیکھیں کہ یہ دوسری نظیر ہے اور یہ بھی اپنے بیان میں کامل ہے۔ اِس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو فرشتوں کے ذریعے وحی ہوئی اور وہ سمجھے کہ وہ عذاب جو اس الہام سے معلوم ہوا ہے شاید ٹل جاوے۔ سو یہ ان کا اجتہاد غلط خیال کر کے حضرت ابراہیم خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرنے لگے یعنی حضرت لوط کی قوم کی سفارش کرنے لگے۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سفارش آپ کی نرم دلی پر دلالت کرتی ہے۔ اور آپ نے الہام کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ عذاب جو اس الہام سے سمجھا جاتا ہے شاید ٹل جاوے۔ لیکن یہ بات ہرگز نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ عذاب غیر مردود ہے یعنی کسی صورت سے بھی ٹلنے والا نہیں ہے۔ اب ناظرین خود ہی خیال کریں کہ عذاب کا الہام سچا تھا یا نہیں؟ اور یہ بھی سوچیں کہ وہ عذاب غیر مردود یعنی نہ ٹلنے والا تھا یا نہیں۔ اور پھر یہ بتا دیں کہ حضرت ابراہیم نے عذاب کے الہام کو معنی سمجھنے میں غلطی کھا کر دعا مانگی تھی یا نہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی بھی عقلمند شخص اِس بات کا انکار کرے کہ حضرت ابراہیم نے اِس الہام کے سمجھنے میں غلطی کھائی اِس کے بعد میں ایک اور نظیر پیش کرتا ہوں

نظیر سوئم۔ جہانتک قرآن شریف سے میری واقفیت ہے وہانتک تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو جو خوابیں آتی تھیں وہ وحی اور الہام ہوتی تھیں جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے قال یابنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ قال یاابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں لڑکے نے کہا کہ اے میرے باپ کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب تو مجھے صبر کرنیوالوں میں سے پائیگا پس جب دونوں مطیع ہوئے اور ابراہیم نے اپنے فرزند کو پیشانی کے بل گرایا اور ہم نے ابراہیم کو آواز دی کہ اے ابراہیم تحقیق تم نے خواب کے حکم کو پُورا کیا۔

اب ناظرین خود ہی غور سے دیکھیں کہ حضرت ابراہیم نے خواب میں لڑکے کی قربانی دکھائی دی۔ مگر حضرت اسمٰعیل کہتے ہیں کہ افعل ما تؤمر یعنی چونکہ میرے ذبح کا حکم ہو گیا۔ اِس لئے مجھے ذبح کر دو۔ تو معلوم ہوا کہ انبیاء کی خوابیں الہام اور وحی ہوتی ہیں اسی لئے تو حضرت ابراہیم کی خواب پر ان کے لڑکے [illegible] باکہ امر الٰہی کو پُورا کرو آپ کی یہ خواب چونکہ امر الٰہی ہے اس لئے اسے پُورا کرو۔

اب جبکہ قرآن شریف سے یہ بات اجلی البدیہیات ثابت ہو گئی کہ انبیاء کی خوابیں بھی وحی ہوتی ہیں تو میں اِس اصل کو ہاتھ میں لیکر ناظرین کے سامنے وحی اور الہام کے معانی سمجھنے میں غلطیوں کی ایک نظیر بیان کرتا ہوں۔

نظیر چہارم۔ بخاری شریف جو قرآن مجید کے بعد

دُنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ صحیح اور زیادہ واجب التعظیم ہے - اِس میں ایک حدیث آئی ہے اسکو نقل کرتا ہوں

حدیث قال ابو موسیٰؓ عن نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رئیت فی المنام انی اُهَاجِرُ من مکۃ الی ارض بها نخلٌ فذهب وهلی الی انها یمامة اوهجر فاذا هی المدينة يثرب

(ترجمہ) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کروں مکہ سے ایک زمین کیطرف جس میں کھجور کے باغ ہوں - پس گیا میرا اجتہاد اِس بات کیطرف کہ وہ جگہ یمامہ نام مقام ہے یا ہجر نام گانوں ہے -

مگر آخر معلوم ہوا کہ وہ مدینہ تھا - اب دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھی اور جیسا کہ حضرت ابراہیم کا فقرہ ہے ویسا ہی آپ کا ہے - چنانچہ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ انی اری فی المنام انی اذبحك اور ایسا ہی فقرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے رئیت فی المنام انی اهاجر - یعنی مجھے خواب میں ارشاد ہوا کہ میں ہجرت کروں اور جیسا کہ حضرت ابراہیم کی خواب وحی آلہی اور امر آلہی تھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب بھی وحی آلہی تھی - اور اس میں ہجرت کا حکم تھا - جیسا کہ دوسرے مقام بخاری شریف ہی میں آتا ہے - اُمِر بالهجرة یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تھا - سو صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وحی کیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اِس وحی میں ہجرت کا حکم تھا - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہادی غلطی لگی اور آپ نے مدینہ طیبہ کی جگہ یمامہ اور ہجر نام مقام سمجھ لیا - اب ناظرین ہی انصاف سے دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھلائی گئی لیکن آپ نے اجتہادی غلطی سے بجائے مدینہ طیبہ کے یمامہ اور ہجر خیال کیا - مگر جب ہجرت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اجتہاد واقعہ کے لحاظ سے غلط ثابت ہوا - اِس کے بعد میں پھر الہام آلہی کے معنی نہ سمجھنے کی ایک مثال قرآن شریف سے بیان کرتا ہوں -

نظیر پنجم - حضرت یونسؑ جیسے عظیم الشان نبی اور رسول کے متعلق قرآن شریف اور صحیح حدیثوں سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب حضرت یونسؑ کی قوم انکار اور اباء میں حد سے بڑھ گئی تو آپ کو الہام ہوا کہ یہ قوم چالیس روز کے بعد تباہ ہو جاویگی - اس الہام کو سُنکر آپ نے اپنی قوم کو عذاب کی خبر سے آگاہ کر دیا اور آپ خود وہاں سے بھاگ کر ایک اور مقام پر چلے گئے - اور اِس الہام سے یہی سمجھ لیا کہ اب یہ عذاب اُن کی قوم سے کسی صورت سے بھی نہیں ٹلیگا - اور آپ ہر آئے گئے سے اپنے گانوں کا حال معلوم کرتے رہے یہانتک کہ چالیسواں روز گذر گیا اور عذاب نہ آیا - جب آپ کا گانوں اور آپ کی قوم سلامت رہی تو آپ وہاں سے کہیں اور بھاگ گئے اور حدیث شریف میں ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا لن ارجع الیهم کذابا یعنی اب میں کبھی اپنی قوم کیطرف واپس نہیں آؤنگا - کیونکہ میرا الہام بتائی ہوئی صورت کے خلاف نکلا اب ناظرین غور فرمائیں کہ اِس واقعہ سے حضرت یونس کی دو اجتہادی غلطیاں ثابت ہوتی ہیں پہلی غلطی تو یہ ہے کہ آپ نے عذاب کے الہام کے یہی معنی سمجھ لئے کہ اب خواہ یہ قوم توبہ وزاری کرے یہ عذاب ضرور آئیگا اور کسی صورت سے بھی نہ ٹلیگا مگر واقعہ ایسا نہیں ہوا - اور قوم نے تضرع وزاری کی خدا تعالیٰ نے عذاب دور کر دیا - اور حضرت یونسؑ کا اجتہاد غلط نکلا - یہ ہوئی پہلی اجتہادی غلطی - دوسری غلطی اجتہادی یہ ہوئی کہ جب آپ کی قوم عذاب سے بچ گئی تو آپ نے اس الہام کو جو آپ کو ہوا تھا بتائی ہوئی صورت کے خلاف سمجھ لیا اور خیال کیا کہ میرا الہام بتائی ہوئی صورت کے خلاف نکلا - حالانکہ وہ الہام آلہی تھا اور بالکل سچا تھا کیونکہ عذاب کے الہام کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ اگر اُنھوں نے توبہ نہ کی تو عذاب آویگا - ورنہ نہیں - مگر حضرت یونسؑ نے اپنی اجتہادی غلطی سے اپنے سچے اور درست الہام کو غلط سمجھ لیا - حالانکہ وہ بالکل ٹھیک تھا اور اس طرح پر حضرت یونسؑ کے تمام واقعہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے دو جگہ اجتہادی غلطی کھائی -

نظیر ششم قرآن شریف ایک جگہ فرماتا ہے کہ

لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق ج لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنين محلقين رؤسكم ومقصرين لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذالك فتحا قريبا

(ترجمہ) بیشک تحقیق سچا خواب دکھلایا تھا - اللہ نے اپنے رسول کو کہ تم مسجد حرام میں داخل ہو گے - انشاء اللہ امن و امان کیساتھ - سروں کو کٹوائے اور منڈوائے ہوئے - تم کو کسی کا خوف نہ ہوگا - پس اللہ کو وہ بات معلوم ہے جو تم کو معلوم نہیں - پس اِس مقام سے پہلے ایک فتح دی تمکو - یہ تو ہوا ترجمہ - اب اِس اجمال کی تفصیل اسطرح پر ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں بشارت ملی کہ آپ تمام صحابہ کے ساتھ بلا خوف وخطر حج کرینگے جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے

لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق

اس خواب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہادی غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ یہ بشارت اِس سال میں پوری ہوگی - اسپر آپ نے تمام صحابہ کو طیاری کا حکم دیا اور حضور خود سپہ سالار قافلہ بنکر ہزارہا صحابہ کی جمعیت کے ساتھ بڑی دھوم دھام کے ساتھ بمطابق اس الہامی بشارت کے حج کے ارادہ سے نکلے - مگر جب آپ حدیبیہ نام مقام پر جو بیت الحرام سے دو میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے تو کفار مکہ نے آگے سے راستہ بند کر دیا - اور آگے چلنے سے روک دیا اور برسر پیکار ہوئے - گو کہ مسلمانوں نے اِن کو کہا کہ ہم صرف حج کے لئے آئے ہیں - اور حج کرکے بغیر کسی جنگ وجدال کے واپس چلے جاوینگے - مگر کافروں نے صاف کہدیا کہ اس سال تو ہم کسی صورت سے بھی حج کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے - آخر اس تمام بحث و مباحثہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے درمیان دس سالہ معاہدہ ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کی معیت میں حج کئے بغیر واپس آ گئے - اب دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس الہام کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہوئی - کیونکہ الہام میں تھا کہ تم مسجد حرام میں داخل ہو گے - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر داخل ہونے کے واپس آئے پھر الہام الٰہی میں تھا کہ آمنین مگر وہاں تو جا کر امن جاتا رہا اور جنگ وجدال کا خطرہ تھا - پھر الہام آلہی میں تھا لا تخافون مگر وہاں تو حضرت عثمانؓ کے قتل کا خوف تھا پس ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھی اور وہ سچی بھی تھی جیسا کہ خود قرآن شریف فرماتا ہے صدق الله الآیۃ - اور جیسا کہ فتح مکہ کے دن پوری بھی ہو گئی تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہادی

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ چوبیسوان ۲۴

رکوع نمبر اوّل

(سورۂ الزمّر رکوع ۴)

مورخہ ۲ نومبر ۱۹۱۰ء (بدھ)

تمہید۔ قرآن کریم کی تعلیم سے واضح ہے۔ کہ دنیا مین دو قسم کے لوگ سب سے بڑھکر بدکار ہین۔ خدا تعالیٰ ان کا بیان ذکر کرتا ہے۔

(۱) وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ الہام و وحی و خواب نہ ہو اور کہے کہ مجھکو ہوا ہے۔ یا جھوٹی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرے۔ قرآن شریف کی کسی آیت کے معنے سچائی کے لئے نہین بلکہ اپنے مطلب کے لئے شرارت سے کچھ اور کرے۔

(۲) وہ جو صادق کی تکذیب کرتا ہے۔

مایشاؤن۔ اُن کی دُعائین قبول ہوتی ہین۔

محسنین۔ یہ بات پیچھے نہین رہ گئی۔ بلکہ آیندہ بھی ہر محسن کے ساتھ ایسا ہی نیک سلوک ہوگا۔

لیقولن اللہ۔ ان کی فطرت بھی جواب دیگی۔

اعملوا علیٰ مکانتکم۔ تم سب کھڑے ہوکر میرا مقابلہ کرو۔ منصوبے کرلو۔ مددگار بنالو۔ سارا زور لگالو۔

مورخہ ۳۔ نومبر ۱۹۱۰ء (جمعرات)

(پارہ ۲۴ رکوع ۲۔ سورۂ الزمر رکوع ۵)

یتوفّی۔ قبض کرتا ہے جان کو۔ رُوح کے معنے عربی مین کلام کے ہین۔

اشمأزت۔ نفرت کرتے ہین۔ بُرا مناتے ہین۔ انکار کرتے ہین۔

قُلِ اللّٰھُمَّ۔ جب ایسے لوگون کی کثرت ہو۔ کہ ذکر توحید کو بُرا سمجھین۔ تو دُعا کرنی چاہیئے۔

یستھزءون۔ ھزء سے نکلا ہے۔ کسی کو خفیف بنانا اور سمجھنا۔

خوّلنٰہ۔ ہم عطا کرتے ہین۔

مورخہ ۵۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ چوبیسوان رکوع ۳۔ سورہ الزّمر رکوع ۶)

خدا تعالیٰ کے حضور پہنچنے کے لئے دو بازو ضروری ہین۔ ایمان۔ عمل صالح

اسرفوا۔ خطاکاری۔

وانیبوا۔ یہ اس لیغفر الذنوب جمیعا کے لئے بطور شرط ہے۔ اللہ کی طرف جھکو

اسلموا لہ۔ اِس جھکنے کا نشان یہ ہے۔ کہ اس کی فرمانبرداری کرو۔

احسن ما انزل الیکم۔ مثال کے لئے سنو! دو حکم ہین۔ کہ کسی کی ایذا رسانی کا بدلہ لے لو۔ دوسرا یہ کہ چشم پوشی کرو۔ اب یہ عفو احسن ما انزل ہے۔

بعض کہتے ہین کہ یہ صفت کاشفہ ہے یعنی جو کچھ رب نے اُتارا ہے وہ احسن ہی ہے

فرّطتُ۔ تفریط کے معنے کمی کرنے کے ہین۔

لمن الساخرین۔ آجکل ایسے لوگ بہت ہین۔ جو مذہبی اُمور کو تمسخر مین اُڑاتے رہتے ہین۔

مِنَ المتّقِین۔ دُکھون سے بچنے والے ہوتے۔ دراصل تمام دکھون کا اصل بدصحبت ہے، اِس سے بچو۔

مقالید السموات والارض۔ مثلاً کامیابی کی راہین۔

مورخہ ۶۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۴ رکوع ۴۔ سورۂ الزمر رکوع ۷)

تمہید۔ قرآن شریف ایک بے نظیر کتاب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سوا کسی کو کتاب مانا ہی نہین۔ افسوس کہ اب مسلمانون مین قرآن شریف کی عظمت بہت کم رہ گئی ہے۔ قرآن شریف زندون کو سُنانے کے لئے تھا۔ اب مُردون کو سُنایا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اگلی قوم کو تمام جہان سے غنی کردیا۔ مگر اب قرآن شریف سے ٹکے کمائے جاتے ہین۔ قرآن مجید راستی قائم کرنے کے لئے آیا۔ مگر اب قرآن شریف ہاتھ مین لے کر جھوٹی قسمین کھائی جاتی ہین۔ گویا یہ جھوٹ پھیلانے کا آلہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کی محبت دلون مین پیدا کرنے کے لئے تھا۔ لوگ اس کی آیتون سے مخلوق کی محبت حاصل کرتے ہین۔ چنانچہ۔ والّذین آمنوا اشد حُبًّا للہ۔ کا عمل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی آیت اس بات کی تردید کرتی ہے۔ کہ مخلوق مین سے کسی کی محبت مین فنا ہوجاوے۔

نفخ فی الصور۔ بگل بجایا جاویگا۔

الکتب۔ نامۂ اعمال۔

مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ چوبیسوان ۲۴ رکوع ۵۔ سورۂ الزّمر رکوع نمبر ۸)

جھنّم۔ دوزخ ایک مقام ہے۔ اس کی صورت ایسی ہو۔ جیسے بعض بیماروں کو حمام میں علاج کے واسطے بھیجا جاتا ہے۔ سرسام کا علاج سانپ کے ڈسوانے سے کیا جاتا ہے۔ ویسے ہی وہاں بھی روحانی بیماریوں کے معالجہ کے واسطے ایسی زہریلی مخلوق ہے۔

الّذین اتّقوا۔ جن کے عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ ہیں۔ رنج و راحت عُسر و یُسر میں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار رہتے ہیں۔

حول العرش۔ اللہ کی تجلی گاہیں۔

اس جگہ سورۃ الزُّمر کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۂ المؤمن رکوع ۱

(پارہ ۲۴ رکوع ۶)

مورخہ ۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء

حٰمٓ۔ حمید مجید بادشاہ۔ حق کی طرف سے یہ کتاب آئی ہے۔

غافر الذنب۔ غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔ اگر تم باز آؤ۔

قابل التوب۔ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اگر تم توبہ کرو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ کوئی شخص اپنا ذاتی کمال نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی ہو اور اس کا کوئی مثل نہیں۔

الیہ المصیر۔ پھر اس کی طرف لوٹنا ہے۔

لیاخذوہ۔ تاکہ پکڑیں اور انبیاء کے مقابلہ میں نامراد ہونا ثابت کریں۔

عقاب۔ اللہ تعالیٰ انسان کو جو دُکھ دیتا ہے۔ یونہی نہیں دیتا۔ بلکہ نافرمانی کے بعد بطور اس کے نتیجہ کے اس پر سزا مرتب ہوتی ہے۔ اسی واسطے اس کا نام عقاب فرمایا

الفوز العظیم۔ فوز بمعنے پاس ہونا۔

مورخہ ۹۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ چوبیسواں ۲۴ رکوع ۷، سورۂ المؤمن رکوع ۲)

اگر کوئی شخص اپنی چھوٹی سی غرض کے لئے کسی اپنے بڑے محسن و مُربی کو ناراض کرتا ہے تو وہ فطرت کے تقاضا کے خلاف کرتا ہے۔

پس اللہ سے بڑھ کر کون محسن و مُربی ہے۔ کیونکہ دنیا کے عارضی محسنوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ ایسے علیم حکیم کی بات کو اگر نہ مانا جاوے۔ تو دنیا و آخرۃ میں دُکھ کا موجب ہے۔

لمقت اللّٰہ۔ اللہ کی ناراضی یا اللہ کی لعنت۔

اثنتین۔ ایک ہم کچھ نہ تھے۔ خدا نے بنایا۔ پھر موت کی تیاری ہے

دعی اللّٰہ وحدہٗ۔ جن لوگوں میں کچھ نہ کچھ شرک ہے۔ جب محض اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا ذکر کیا جاوے۔ تو انہیں بُرا معلوم ہوتا ہے۔

مخلصین لہ الدین۔ تمہارا دین خدا کے لئے ہو جاوے۔

الکافرون۔ غیر اللہ کے پرستار۔

یلقی الرّوح۔ روح سے مراد کلام الٰہی ہے۔

جان۔ سول کو عربی بولی میں نفس کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں روح کے معنے کلام ہی کے ہیں۔

مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۴۔ رکوع ۸۔ سورہ المؤمن رکوع ۳)

دنیا میں بڑی بڑی سلطنتیں ہو گذری ہیں۔ مگر اب ان کے نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔

ان یبدل دینکم۔ قوم کے دینداروں کو اس طریق سے اکسایا ہے۔

یظھر فی الارض الفساد۔ یہ قوم کے امیروں کو برانگیختہ کیا ہے۔ کہ دیکھو تمہاری امارت چھن جائے گی۔

انی عذت بربّی۔ بڑے سے بڑے زبردست دشمن کے مقابلہ میں خدا کی پناہ میں آجانا بڑی بات ہے۔ ہر مشکل کے وقت دُعا سے کام لو۔ دُعا کے یہ معنے نہیں کہ اسباب مُہیا نہ کریں۔ بلکہ جس قدر اسباب اپنی طاقت سے مُہیا کر سکتے ہیں۔ وہ تو کریں مگر چونکہ کئی باریک در باریک اُمور ہوتے ہیں۔ اور کئی عجیب موانع جو کامیابی میں سدِّراہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دُعا کی جاتی ہے۔ نیز صحیح اسباب مُرادمندی کا علم بھی خدا کے فضل ہی پر موقوف ہے۔ میں نے بڑے بڑے گھمسان کے مباحثوں میں جہاں میں تن تنہا تھا۔ اور ہزاروں مخالف ہی مخالف۔ اس عذت بربّی کے جلوے دیکھے ہیں۔

مورخہ ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۴۔ رکوع ۹۔ سورہ المؤمن رکوع ۴)

یکتم ایمانہ۔ اس وقت تک (تقریر) اس نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا تھا

ان یقول ربّی۔ کیا عمدہ پیرایہ نصیحت ہے۔ کیسے دلاویز طریقے سے شرم دلائی ہے۔

ظاھرین فی الارض۔ طاقت و غلبہ والے موزمین میں۔

یوم التناد۔ ایک دوسرے کو پکارنے کا دن۔ جیسا کہ مصیبت کے وقت کرتے ہیں

یضل اللّٰہ۔ اللہ۔ تباہ۔ ہلاک کر دیتا ہے۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ العزیز)

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹ

پارہ تیئیسواں ۲۳

رکوع نمبر ۱۳

(سورۂ صٓ - رکوع ۴)

مورخہ ۲۷ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

تین علم عبرت کے لئے لوگوں نے تصنیف کئے ہیں ان میں سے ایک علم تاریخ ہے اس علم تاریخ کے لکھنے میں بھی مسلمانوں نے سب سے زیادہ کوشش کی ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کی علم تاریخ میں یہ فرق ہے۔ کہ عیسائی کسی واقعہ کو دیکھ کر اس کا سبب بھی خود تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ ضرور نہیں کہ وہ اصل سبب اس واقعہ کا ہو۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ وہ اپنے ملک پر سب کا قیاس کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ہر ملک میں کچھ نہ کچھ مبالغہ ہوتا ہے ہمارے ملک میں یہ زیادہ ہے۔ اب وہاں بھی یہ نقص عام پیدا ہوا ہے۔ کہ ناول کو بھی اصل واقعہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے مؤرخین زیادہ تر شیعہ ہیں۔ شیعوں میں تقیہ جائز ہے۔ پھر اس تقیہ کی ان کو خوب مشق ہے۔ اور تبرے کے یہ اب تک شروع سے عادی ہیں۔ تبرے بازی کی اکل سیکھنی ہو تو ان سے سیکھے۔ وقائع نعمت خان کو دیکھو۔ جس کا نمک کھایا ہے اسی کے حق میں کہیں گالیاں ہیں۔

خافی خان تو ہنسانا بھی جانتا ہے اور تبرا بھی۔ مؤرخ جب شیعہ ہوتا ہے۔ تو وہ سنیوں کی خوب خبر لیتا ہے۔ تاریخوں میں بڑے عبرت کے مقام ہوتے ہیں۔ سینکڑوں جلدیں مطالعہ کر جاؤ۔ بعض اوقات سمجھنے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ جو بہت نیک حصہ تھا۔ میں نے علم حدیث میں حدثنا مالک حدثنا فلاں وغیرہ پڑھا۔ ہمارے یہاں بہت سے شخصوں نے اس کو چھوڑ کر عن رسول اللہ پڑھانا شروع کر دیا۔ اس سے مدعا یہ تھا۔ کہ ان راویوں کی پرہیزگاری اور تقوے اور پاک نمونوں کی اتباع ہو۔ اس سلسلہ اسناد میں بیان کئے جائیں۔ لیکن ہمارے ملک میں اس قدر نہ استادوں کو فرصت ہے اور نہ شاگردوں کو۔ میں نے بعض اوقات بڑے بڑے استادوں سے دریافت کیا ہے کہ اسناد کے سلسلہ کی کتابوں میں سے پانچ مستند کتابوں کا صرف نام تو لے دو۔ تو نہ لے سکے۔

تیسری بات قرآن کریم۔ قرآن کریم میں بہت سے انبیاء کا ذکر موجود ہے۔ لوگ جھگڑے کرتے ہیں۔ کہ خضر۔ آدم۔ لقمان بھی تھے یا نہ تھے۔ حالانکہ اس بحث کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس شخص کی باتیں جو قرآن کریم نے خوبی کے طور پر بیان کی ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ ان باتوں پر عمل کریں۔

ایک شخص نے سورہ یوسف میں بیان کیا ہے۔ کہ عشق و حسن تو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ احسن القصص میں قَصص۔ قاف کی زبر سے قصہ کی جمع نہیں ہے۔ جمع در اصل ق کی زیر سے ہے۔ سورہ یوسف میں در اصل بیان ہے۔ کہ ایک نوجوان آدمی گھر کی سردار عورت سے کس طرح برتاؤ کرے۔ کس طرح صبر کرے۔ کس طرح سلوک کرے۔ قرآن کریم ہر موقعہ پر اس قسم کی نصائح بیان فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کریم کو بیانات کی تاریخ نہیں رکھی۔

حضرت داؤد کے قصہ میں خداوند تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خطرناک سفر سے اطلاع دی ہے۔

واذکر عبدنا ایوب۔ یاد کرو ہمارے ایک بندے کو جس کا نام ایوب تھا۔

ضغث۔ دو چار دس پانچ پتلی پتلی قمچیاں۔ جنمیں پتے بھی آخر پر ہوں۔ اونکو ایک جگہ کرنا۔ مثلاً جھاڑو۔

والابصار۔ بڑی بصیرت والے۔ فلاسفر اور نبی میں یہ فرق ہوتا ہے۔ کہ فلاسفر تو اپنی تحقیقات میں غلطیاں پاتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو منع کرتا ہے۔ کہ تم اس غلطی میں نہ پڑنا۔ یا ہلاک ہو جاتا ہے۔ تو دوسرے لوگ اس سے بچتے ہیں۔ لیکن ایک نبی کو کبھی ایسا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

جنت عدن۔ کے متعلق توریت میں لکھا ہے۔ جہاں سیحون جیحون۔ دجلہ۔ فرات بہتے ہیں۔

قٰصرات الطرف۔ کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کسی صحابی کی عورت بدکار بنی ہو۔ کسی لڑائی میں کسی دشمن کے قبضہ میں گئی ہو۔

غساق۔ بہت سرد پانی۔

مورخہ ۲۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ تیئیسواں - رکوع نمبر ۱۴)

(سورہ صٓ - رکوع نمبر ۵)

ماکان لی من علم۔ انبیاء کے دل میں ذرا بھر بھی خواہش نہیں ہوتی کہ ہم نبی بنیں۔

طین۔ کیچڑ۔ پانی اور مٹی ملی ہوتی ہے۔ طین میں یہ خاصیت ہوتی ہے۔ کہ اس کو جس سانچہ میں ڈھالنا چاہیں۔ ڈھل جاتی ہے اور ہر شکل کو قبول کر لیتی ہے۔ جو آدم کا بچہ ہے وہ تو طین سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے۔ من تراب۔ یعنی مٹی سے بنایا۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے۔ من ماء۔ تم کو پانی سے بنایا۔ اس لئے مٹی اور پانی ملکر کیچڑ ہی ہوئے۔ حضرت مسیح بھی فرماتے ہیں کہ میں طین سے تجویز کرتا ہوں

اگر تم مین کوئی طائر کی صفت ہو۔

فاذا سویتہ ۔ جب اپنے کمال کو پہونچ جاوٗ۔ جن قدر پاک رُوحین ہوتی ہین۔ سب فرمان بردار ہوتی ہین۔ جسطرح وہ طین سے بنا۔ اسی طرح شیطان آگ سے بنا۔ سانپ اور طاعون کے کیڑے کو شیطان اور جن اسیوجہ سے کہا گیا۔

ایک وقت آتا ہے کہ انسان نیکی کرتا کرتا ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ خود اس کا کفیل ہوجاتا ہے۔ پھر انسان بدی کرتے کرتے ایسے مقام تک پہونچ جاتا ہے۔ کہ خدا اس کی ہدایت سے ہاتھ کھینچتا ہے۔

(یہان سُورہ صٓ کے نوٹ ختم ہوئے)

(آغاز سُورۃ الزمر رکوع اول)

(پارہ تیئیسوان - رکوع نمبر ۱۵)

مورخہ ۳۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ ؁ء

لوگ معزّزون اور حکیمون کی بڑی قدر کرتے ہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ عزیز و حکیم کی کتاب ہے۔ عبادت۔ اعلیٰ سے اعلیٰ محبّت معبود کی۔ جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی عظمت معبود کی۔ جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تذلّل معبود کی خدمت مین۔ جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔

ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ آپ تو کعبہ مُعظّمہ کی پرستش کرتے ہین۔ مینے کہا کہ پرستش کے کیا معنے ہین بتاوٗ۔ اس نے کہا پُوجا۔ مین نے کہا پُوجا کس کو کہتے ہین۔ تب اُس نے پرستش کے معنے بتائے۔ کہ اس کو کہتے ہین۔ جسمین دھیان ہو۔ عظمت ہو۔

مین نے ایک شخص سے کہا کہ ذرا نماز پڑھ کر دکھاوٗ۔ اس نے نماز پڑھی۔ مین نے اس برہمو سے دریافت کیا کہ بتاوٗ اس مین کعبہ مُعظّمہ کا کوئی دھیان یا عظمت ہے۔ یا دعا کہ اختلافات کے دُور کرنے کے لئے سب سے بڑی چیز دُعا ہے یہ دُعا کا ہتھیار تمہارے ہاتھ مین ہے۔ اعلیٰ درجہ کے ہتھیار کے لئے زبردست ہاتھ کی بھی ضرورت ہے۔ ورنہ جھوٹے آدمی کی دُعا قبول نہین ہوتی۔ ناشکر کی بھی دُعا قبول نہین ہوتی۔ تم مین سے ہر ایک کو بڑی نعمتون کے حصے ملے ہین۔ شکرگزار بنو۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہین ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے یہ معنے ہین کہ وہ کسی کو معزز بنالے۔

کفر۔ کے معنے ناشکری کے ہین۔

مورخہ ۳۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ ؁ء

(پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۶ - سورۃ الزمر رکوع ۲)

خداوند تعالیٰ کے اوامر کا پابند بننا اور نواہی سے اپنے آپ کو بچانا بھی تقویٰ کے ایک معنے

ہین یہ نہایت لغو خیال ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندون کو دنیا مین ذلیل ہی رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یللہ العزۃ ولرسولہ۔ سُکھ دنیا مین سات قسم کے ہوتے ہین۔ ایک سکھ انسان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے۔ مثلاً اگر انسان مین حرص نہ ہو۔ تو یہ ایک سُکھ ہے۔ ایسے ہی اگر غضب کا مادہ ہم مین نہ ہو تو سُکھ ہے۔ اسی طرح شہوت نہ ہو۔ تو بدنظری اور خیالات سے آزاد۔ مین نے جریان کے مریضون مین فیصدی ۹۵ ایسے دیکھے جو بدنظری اور خیالی جماعون کے باعث مبتلا ہوئے۔ جھوٹ نہ بولے تو بے اعتباری کا داغ اس سے اُٹھ جاتا ہے۔ کاہلی اور سستی کو چھوڑے دوسرا سُکھ یہ ہے کہ بیوی نیک ہو غمگسار ہو تیسرا سُکھ ماں باپ بہن بھائی وغیرہ رشتہ دارون کی طرف سے۔ چوتھا سُکھ۔ برادری کے ساتھ تعلقات اچھے ہون۔ پانچوان سُکھ غیر قوم اور اپنی قوم سے۔ چھٹا۔ بادشاہ سے تعلق اچھا ہو یعنے گورنمنٹ کی اعلیٰ خدمات انجام دین۔ ساتوان مرتبہ سُکھ کا یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے تعلقات اچھے ہون۔ جہان انسان کا دین مذہب اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات بگڑتے ہون۔ تو انسان کو چاہیئے کہ اس مکان کو یا اس شہر یا اس ملک کو چھوڑ دے۔

پس اگر تم اپنی ذات اپنی بیوی ماں باپ اپنی قوم اپنے خدا کے نزدیک بڑا بننا چاہتے ہو تو اپنے تعلقات کو سُدھارو۔

مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۹۱۰ ؁ء

(پارہ تیئیسوان رکوع ۱۷ - سورۃ الزمر رکوع ۳)

تمہید۔ دل تین طرح کے ہوتے ہین (۱) سچی بات معاً قبول کرنے والے (۲) مفید و بابرکت بات کا فوراً انکار کرنے والے (۳) اندر سے منکر بظاہر موافقت دکھا کر غیبت مین ہنسی اُڑانیوالے۔

اس رکوع شریف مین اوّل قسم کا ذکر ہے جن کو انشراح صدر حاصل ہوا۔

نور من ربہ۔ تین قسم ہے (۱) کتاب آلہیہ جس مین معروف و منکر کا ذکر ہوتا ہے۔ (۲) ارشادات نبوی۔ جس سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے (۳) نور ایمان۔ جس سے قوت ممیزہ حاصل ہوتی ہے۔

متشابہا۔ ایک جیسی آیت ایک دوسرے کی مصدق ہین۔ مخالف نہین۔

مثانی۔ ایک ہی امر کو بار بار مختلف رنگون مین بیان کرنے والی۔

الناس۔ لوگون کی بھلائی کے واسطے۔

یتقون۔ دُکھون سے بچین۔

مثلاً۔ جو صرف اللہ کو اپنا معبود بناتا ہے وہی سُکھی رہتا ہے۔

انک میت۔ موت تو بے شک تجھ پر آنے والی ہے۔ لکن انا لہ لحافظون خدا تعالیٰ اس کتاب اور دین اسلام کا محافظ ہوگا۔

یہان تیئیسوین پارے کے نوٹ ختم ہوئے +

اور نہ ہی کوئی کہہ سکتا ہے۔ رسول اللہ کا تسلط کسی جابر کا تسلط تھا۔ امام بخاری کا ترجمہ تو عین قرآن شریف کے منشاء کے مطابق ہے۔ کعبہ اگر بیت العتیق نہ ہو۔ تو حج کیسے ہو سکے اگر اس پر اس کے قوانین سے ہی انتظام نہ کیا جاوے۔ تو امن کی جگہ کیسے رہے۔ اب آپ ہی فرمائیے۔ کہ کیا حجاج اور ابن زبیر نے کعبہ پر قرآن شریف کے حکموں کے مطابق عمل کیا تھا یا خود ساختہ قانون چلاتے تھے۔ حجاج کعبہ کی ایسی ہی تعظیم کرتا تھا جیسی کہ ابن زبیر کرتا تھا۔ اور حجاج نے بیت اللہ کو تعمیر کر دیا ہے۔ اور پھر حجاج کوئی بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ عبد الملک کا سپاہ سالار حکم کے مطابق جنگ کرتا تھا۔ اور اس کی جنگ ابن زبیر کے ساتھ تھی۔ جہاں عبد اللہ ابن زبیر ہوتا وہیں وہ اس کے ساتھ جنگ کرتا۔ اگر ابن زبیر مکہ کو چھوڑ جاتا۔ تو حجاج مکہ پر چڑھائی نہ کرتا۔ ان کی جنگ میں کعبہ کے عتق میں فرق نہیں آیا۔ کعبہ کبھی اسیر نہیں ہوا۔ یہ لڑائی کعبہ کی خدمت کے لئے تھی۔ نہ کہ مالک بننے کے لئے۔ اب بھی اگر کعبہ کے متولی شریر ہو جاویں تو متقی مسلمان کیا کریں گے۔ اور اگر کعبہ کو شریروں کے ہاتھ سے چھڑانے کی ضرورت پڑے۔ تو کیا اسی جنگ میں کعبہ کے عتق میں فرق آ جاوے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بناء پر مشرکوں سے کعبہ چھین کر مسلمانوں کو دیا تھا۔ ان اولیاءہ الا المتقون آپ یہ خوب سمجھئے۔ کہ حجاج اور ابن زبیر کی جنگیں جابروں کی جنگیں نہیں بلکہ خادموں کے جھگڑے ہیں۔

یہاں میرے کلام میں شریر کا لفظ سن کر ایسا خیال نہ فرما لینا۔ کہ نعوذ باللہ میں حضرت ابن زبیر کو شریر خیال کرتا ہوں۔ ایسا نہیں۔ بطور تمثیل کہا ہے۔ نیز عبد الملک اور حجاج دونوں ابن زبیر کو سلطنت کا باغی یقین کرتے ہیں۔ تیمور۔ قادیان

حفظ القدم طاعون ہیضہ

اجوائن دیسی آٹھ حصہ۔ کھانے کا نمک ایک حصہ دونوں کو باریک کر کے سفوف کر کے چھان کے رکھیں اور صبح و شام اس کی ایک ایک چٹکی کھا کر اوپر سے ایک گھونٹ پانی پی لیا کریں۔

صدقہ۔ دعا۔ خیرات۔ استغفار۔ لاحول۔ تضرع

مردم شماری میں ہندو

ہندوؤں سے پوچھا گیا تھا کہ وہ ہندو کی تعریف کریں اس امتحان میں ہندو قوم جس طور پر فیل ہوئی ہے۔ وہ ایک تمدن و تہذیب کا دعوے کرنے والی قوم کے لئے موجب شرم ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی تعریف ہے کہ جو کہے کہ میں ہندو ہوں وہ ہندو ہے یا جو مسلمان و عیسائی نہیں وہ ہندو ہے۔ بعض آریہ مہاشے تو ایسے گھبرائے۔ کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا "جہاں تک مذہبی عقائد و رسوم کا تعلق ہے۔ چمار تو ایک طرف رہے ہمارا دعوے ہے۔ کہ بھنگی بھی ہندو مذہب میں شامل ہیں۔"

پھر لطف یہ کہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے مسلمانوں پر اعتراض شروع کر دئیے۔ کہ مسلمان کون ہیں۔ حالانکہ ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی اپنے مذہب کا اصل الاصول جانتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہ کوئی چھپی بات نہیں۔ بلکہ کوٹھوں پر چڑھ کر دن میں پانچ دفعہ اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ بھلا تم لوگ بھی کوئی اپنے لئے معیار تو قائم کرو۔ دیکھو مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں۔ جو خدا تعالیٰ کو ایک اور اس کے برگزیدہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول و خاتم النبیین نہ مانتا ہو۔ یہ کہنا کہ احمدی مرزا غلام احمد صاحب کو پیغمبر مانتے ہیں۔ . . . . . . کوئی ان کو اسلام سے جدا نہیں کرتا کیونکہ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہوتا ہے اور ایسے لوگ اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو خدا سے شرف مکالمہ حاصل کریں۔ مگر شریعت نئی کوئی نہیں لائے گا۔ اور اخیر میں ایک مہدی مسیح آنے والا ہے۔ اب یہ علیحدہ بحث ہے کہ اس خطاب کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد تھے یا نہیں۔ اصول میں کوئی جھگڑا نہیں۔ پھر یہ بھی کوئی تعریض نہیں کہ مغل اور جولاہے آپس میں رشتہ نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ رشتہ نہ کرنا بھی اسلام ہی کے حکم کی ماتحت ہے۔ ایک لڑکی جس نے ایک اعلے حیثیت و حالات میں پرورش پائی ہے اسے ایک ادنےٰ حیثیت و حالات میں بھیجدینا اس پر ظلم کرنا ہے اور سب سے پہلے ذاتوں کی عداوت انگیز تفریق مٹانے والا تو یہی اسلام ہے جس نے فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

اعلان صدر انجمن احمدیہ قادیان

(۱) اس وقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کی طرف سے جاری ہے۔ اس موقعہ پر احمدی احباب کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئیے۔ کہ وہ اپنی قومیت لکھانے وقت اپنے آپ کو احمدی فرقہ میں لکھاویں۔

+ تمام احباب کے لئے (جو یہ نوٹس پڑھیں) ضروری ہے کہ وہ اپنے احمدی دوستوں آشناؤں بھائیوں کو جہاں تک ان کا حلقۂ واقفیت وسیع ہے۔ یہ ہدایت کریں کہ وہ التزام سے اپنے تئیں اور اپنے نابالغ بچوں کو بھی احمدی لکھاویں اور خوب خیال رکھیں کہ بعض وقت لکھنے والے بغیر پوچھنے کے ہی . . .

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لیکچرار سالانہ جلسوں میں بلا بھیجتے ہیں۔ مگر ساتھ ان کے اخراجات سفر نہیں بھیجے جاتے۔ جو صدر انجمن کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جو احباب جسقدر واعظ یا لکچرار صدر مقام سے بلاویں ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہئیے۔ اور وہ کوشش کریں کہ یہ رقم مقامی چندہ یا یکمشت چندہ سے ادا ہو۔

محمد علی سکرٹری

رام مورتی اور عصمت اللہ

کچھ عرصے سے ہمارے یاران وطن نے پروفیسر و ڈاکٹر کو ہندو و مسلم سوال بنا رکھا ہے اخبار عام نے اپنی مشہور و قابل تعریف پالیسی کے مطابق اس پر خوب محاکمہ کیا ہے اور آریوں کو شرم دلائی ہے۔ کہ ایک طرف سے ہمارے سماجی ریفارمر مورتی پوجا کو بت پرستی کہہ کر اس پر دولتیاں جھاڑتے ہیں۔ اور دوسری طرف ایسی شرمناک نمائش اپنی بت پرستی کی پیش کی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس کے برابر تاریک اور مکروہ بت پرستی کیا ہو سکتی ہے" ہمیں ڈاکٹر عصمت اللہ یا پروفیسر کریم بخش غلام ربانی مرادآبادی کے کرتب دکھانے سے اگر خوشی ہوتی ہے۔ تو وہ اس پہلو میں ہے۔ کہ اسلام پر اس رنگ میں ایک حملہ کیا گیا تھا کہ بہ ہمچریہ اور گوشت نہ کھانے کے سبب رام مورتی بھیم اور ارجن ہے (گو اخبار عام کے نزدیک کوئی سچا ہندو ایسی بے وقوفی نہیں کر سکتا) تو خدا نے اسی رنگ میں جواب دے دیا۔ کہ متاہل شخص۔ گوشت کھانے والا بھی یہ کرتب دکھا سکتا ہے۔ جس سے ثابت ہو گیا۔ کہ اسلام کے اصول اور مسائل بالکل حق ہیں۔ اور دنیا میں و آخرۃ میں جسمانی و روحانی ترقیات کے سرچشمے۔ ولِلّٰہ الحمد۔

بیل عینک کی شناخت

تھوڑی سی ہلدی لیکر ایک پتھر پر رگڑے جب پیلا یعنی زرد رنگ نکل آوے۔ تو اسی پتھر پر عینک کے تال یعنی لینز کا ایک کنارہ رگڑے یعنی گھسے۔ اگر وہ تال بیل کا ہو گا۔ تو ہلدی کے رنگ میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوگی

منگھیر کا جلسہ

بخیر و خوبی ختم ہوا۔ سلسلہ احمدیہ۔ نبوت محمدیہ کے اثبات میں دلائل مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ بہت نیک اثر ہوا۔ کئی ایک مخالف نرم ہو گئے۔ بعض استنے قریب ہو گئے۔ کہ بیعت کر واسطے تیار ہیں۔ ایک نوجوان پہلے سخت مخالف تھا اس نے توبہ کی۔ اور بیعت کا خط لکھ دیا ہے۔

مفتی صاحب و شاہ صاحب مونگھیر سے ہوتے بھاگلپور گئے۔ جہاں لیکچر ہوا۔ اب بنارس الہ آباد سے ہوتے واپس آتے ہیں۔

درخواست نکاح

ایک شریف خاندان کی غیر احمدی بیوہ عورت۔ بائیس سال عمر احمدی جماعت میں نکاح کرنا چاہتی ہے۔ شریف خاندان کے خواندہ آدمی کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر صاحب بدر ہووے۔ ۲ کے ٹکٹ بھیجکر۔

دوسری آواز

انصار بدر مضمون پڑھ کر بہت خوش ہوا ہوں میرے خیال میں ۱۰ میں وہ لوگ شامل ہونے چاہئیں۔ جن کو پچاس روپے ماہوار سے زیادہ اور ۱۰ سے نیچے ہو۔ اور ان سے پانچ روپے لئے جاویں۔

چونکہ عاجز کو اس پرچہ سے بہت ہی محبت ہے اس لئے باوجود تیس روپے ماہوار تنخواہ ہونے کے ۵ ماہوار کا اقرار کرتا ہوں۔ میرے نام پانچ روپے ماہوار کا وی پی ارسال فرماویں

محمد رشید گوجرہ

صدائے اقبال

تجارت کا راز

صاحبان آپ پر روشن ہے کہ کمترین نے ایک اشتہار بدر میں بعنوان "تجارت کا راز" دیا۔ فیس مبلغ للعہ مقرر تھی۔ اب اکثر احباب کے ارشاد کے موجب فیس ۱۲ کر دی ہے تاکہ غریب سے غریب بھائی بھی مستفید ہو سکیں۔ شرائط حسب ذیل ہیں (۱) صابن امرتسری قسم اعلیٰ بدون امداد آگ دیگی وغیرہ صرف پندرہ منٹ میں تیار کر سکیگی عام فہم اردو میں بذریعہ وی پی مبلغ ۱۲ روانہ ہوگی۔ (۲) پتہ صاف جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب بے جواب (۳) اگر میری بتلائی کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلیٰ طیار نہ ہو۔ تو حلفیہ تحریر فیس واپس دیکھا دے گی۔ (۴) درخواست کنندہ کو حلفیہ اقرار کہ بدون اجازت مشتہر یہ ترکیب کسی کو نہ بتائی جاویگی روانہ کرنا ضروری ہوگا۔

المشتہر

غلام محی الدین اقبال احمدی۔ موضع جنڈولی سب آفس (کھوڑ ٹابانوالہ تحصیل و ضلع لائل پور)

خط۔ پتہ۔ نمبر۔ تاریخ۔ نام ۱۲

وغیرہ کی جو مہر بنانا چاہو۔ کوڑیوں کی لاگت سے بن سکتی ہے فوراً پتہ ذیل سے منگالو۔ (۱) پانچ پانچ حروف اور دو وسٹ ہندسے مع دو لائن ٹائپ ہولڈر۔ چھٹی خود سیاہی دینے والی گدی فی بکس، عہ (۲) تین تین حروف اور ایک لائن ٹائپ ہولڈر چھٹی خود سیاہی دینے والی گدی۔ فی بکس دس آنے (۱۰؍)

المشتہر۔ جیون لال کمپنی۔ گوجرانوالہ (پنجاب)

کتاب طب روحانی ۱۲

اس کتاب میں جسمانی امراض کا علاج بذریعہ عمل الترب یا علوم توجہ یا مسمریزم کے بہت مشرح مندرج ہے عبارت اس کی آسان اردو ہے اور ادنےٰ استعداد والا بھی اس کو پڑھ سکتا ہے اور بیماریوں کا علاج کر سکتا ہے جہاں تک ہو سکا ہے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی گئی تاکہ عام لوگ جو اس کا شوق کریں اس علم کو سیکھ کر فائدہ اٹھاویں اور بیماریوں کا علاج کر کے ثواب حاصل کریں۔ پھر اگر کوئی بات اس کے متعلق پوچھنا چاہیں اور اپنے معلومات کو بڑھانا چاہیں یا اول اول تجربہ کرنا چاہیں۔ تو راقم سے خط و کتابت کریں۔ قیمت اس کی ایک روپیہ ہے اور محصولڈاک ۲ ہے۔ راقم سے طلب فرماویں۔

م۔ ح۔ معرفت اخبار بدر۔ قادیان۔ گورداسپور

کشتہ و سرمہ ۱۲

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مفید دوائیں ہم پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ کسی کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ صرف اس لئے ان کا اظہار کر دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ چاہے تو یہ لوگ فائدہ اٹھاویں۔ کشتہ جریان یعنی وہ دہات جو پیشاب کے آگے یا پیچھے آتی ہے بفضلہ تعالیٰ اسے اکسیر کا فائدہ بخشتا ہے اس کی اتنی تعریف کافی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مطب میں بکثرت استعمال ہوتا ہے اور کئی انسانوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت پائی۔ قیمت فی تولہ عہ بدرقہ و محصول ڈاک ہے۔ سرمہ۔ کمزوری آنکھ کو دور کرتا ہے اس کے اعلیٰ اجزاء ماہیراں و موتی ہیں یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کا مجربہ نسخہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی مفید و بابرکت ہوگا۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ المشتہر۔ عبد الرحمان کاغانی احمدی

بیعت نامہ ۱۲

بزبان پنجابی۔ پسندیدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صرف ۳۰ م جلد باقی ہیں مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے طلب کرو۔ قادیان

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے ہیضہ ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ ۲۸

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لے کر گھر ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی اصل دوا ہے گرمی کے دست۔ پیٹ کا درد اور قے کے لئے اکسیر کا کام رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں کی مانند رہتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا۔ بدہضمی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی دوا نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ایک سے چار شیشی ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن۔ نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مفصل حالات کی کتاب بلاقیمت ملتی ہے۔ منگا کر ملاحظہ کریں

ایک نئی قسم کا قدرتی خضاب ۱۲

یہ خضاب مہندی وغیرہ کے جوہر سے بصورت عرق خوشبودار بنایا گیا ہے اس لئے اسم بامسمیٰ ہے۔ بالوں کو سیاہ بھنور اور چمکدار اور نرم بنا دیتا ہے۔ صرف کنگھی سے لگایا جاتا ہے نہ منہ لیپنے کی ضرورت اور نہ ٹھاٹھہ باندھنے کی حاجت۔ ادھر لگاؤ ادھر خشک ہوتا ہے چار منٹ میں فارغ ہو کر کام پر چلتے بنو۔ سردیوں میں نہانے اور دھونے کی تکلیف سے کیسا عجیب نجات دینے والا خضاب ہے قیمت فی شیشی جو ایک سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ ۱۲۔ علاوہ ازیں حسب ذیل ادویات جو سالہا سال کے تجربہ میں تیر بہدف ثابت ہوئیں۔ وہ بھی ہدیہ ناظرین ہیں۔ سفوف سوزاک فی ڈبیہ عہ۔ حبوب آتشک فیدرجن ۸۔ حبوب بواسیر خونی و بادی۔ قیمت فی ڈبیہ عہ۔ سرمہ اکسیر العین فی تولہ عہ۔ سفوف جریان ۱۲۔ حبوب مبہی فیدرجن دو روپے۔ نمونہ خضاب اور ہر ایک ادویات کا نمونہ چار آنے۔ محصولڈاک و خرچ پارسل ہر ایک حالت میں بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ

مینیجر کارخانہ قدرتی خضاب انتلونڈی والی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انصار بدر کی خدمت مین التماس

بدر کے معزز مددگارو! باوجود ان کمزوریون کے جو بسبب بعض معذریون کے بدر کی اشاعت کے سال نہم کے لاحق حال ہی ہین - بدر نے آپ کی خدمت مین مناسب موقعہ وقت روحانی غذا کے پہنچانے مین اپنی طرف سے کوتاہی نہین کی۔ مالک و کارکنان اخبار آپ صاحبان کے مشکور ہین - کہ آپ نے وقت پر قیمت ادا کرکے اور نیز نئے خریدار بنا کر بدر کی اعانت کی۔ اللہ تعالے آپ کو جزائے خیر دے لیکن جن صاحبان نے قیمت کے ادا کرنے مین تساہل کیا - ان کے سبب سے بدر کو جو ہرجہ و نقصان ہوا - اس کا اثر نہایت افسوس ہے - کہ ان خریدارون پر بھی پڑا جو بروقت قیمت دے چکے تھے - ہماری قومی حالت ایسی نہین - کہ ہم ایک بڑی رقسم بطور راس المال کے لے کر کسی کام کو شروع کرین - یہان تازہ آمد پر صبح و شام کا گذارا ہے - اخبار کی قیمت کے سوائے اور کوئی آمد کا ذریعہ بھی نہین - پروپرائیٹر صاحب بھی ایسے مالدار نہین - کہ ہر سال اس مین ڈالتے جاوین - آج تک انہون نے اخبار کے فنڈ سے کوئی فائدہ تو حاصل کیا نہین بلکہ سینکڑون روپیہ اسپر خرچ کیا ہے - اور صرف ایک دینی خدمت کے لحاظ سے اس کام کو نبھائے چلے جاتے ہین - زیادہ تر دقت ایسے ہی خریدارون کی طرف سے ہوتی ہے - جو قیمت ادا نہین کرتے اور اخبار برابر وصول کرتے چلے جاتے ہین - وی پی کیا جاوے تو فوراً واپس کر دیتے ہین - ایک دفعہ نہین کئی کئی دفعہ وی پی واپس کرتے ہین - اور پھر اخبار بھی جاری رکھنا بہرصورت چاہتے ہین - ایسے خریدارون کی طرف لقایا اس وقت قریباً

تین ہزار روپیہ

ہے - اس قدر ہرج اور نقصان اٹھا چکنے کے بعد کیا مناسب ہوگا کہ آئیندہ کے واسطے ایسے خریدارون کے نام اخبار بند کیا جاوے اور صرف ان صاحبان کے نام اخبار روانہ ہو جن کی قیمت پیشگی وصول ہو جاوے - یعنی صرف ان صاحبان کے نام اخبار روانہ کیا جاوے - جو یکم دسمبر سنہ ۱۱ء کا

وی پی وصول کرلین

اس مین شک نہین کہ ایسا قاعدہ بنانے سے خریدارون کی تعداد مین کمی ہونے کا اندیشہ ہے - لیکن جو خریدار قیمت ہی نہین دیتے - اون کے رکھ چھوڑنے سے بھی کوئی فائدہ نہین - اس معاملہ مین ہمارے معزز ناظرین کا

کیا مشورہ ہے

امر دوم - جو مین عرض کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے - کہ ہمارے ذیقدرت احباب کی بہت توجہ اس امر [illegible] کی طرف ہو کہ وہ اخبار کی مالی امداد کرین - ایک غریب آدمی کے واسطے جہان ایک روپیہ کا دینا بھی مشکل ہوتا ہے وہان ایک وسعت والا انسان سو روپیہ بھی خرچ کرنا کچھ بوجھ نہین سمجھتا اس واسطے ہم چاہتے ہین - کہ اخبار کی شرح مین صاحبان مقدرت معاونین اضافہ فرماوین - اور آئیندہ قیمت اخبار مع ضمیمہ مفصلہ ذیل ہو -

درجہ اول - مبلغ تین سو روپیہ ماہوار سے زائد آمدنی والے معززین سے - مبلغ عہ

درجہ دوم - مبلغ سو روپیہ ماہوار سے زائد آمدنی والے معززین سے - مبلغ صمہ

درجہ سوم - اس سے کم کے واسطے مبلغ للعہ

درجہ چہارم - اس کے بالعوض ان برادران سے جن کی ماہوار آمد [illegible] یا اس سے کم ہو - صرف سے سالانہ چندہ لیا جائے گا -

جو صاحب ضمیمہ نہ لینا چاہین ان سے درجہ اول مین عہ درجہ دوم للعہ - درجہ سوم و چہارم ہر چندہ سالانہ لیا جاوے

امید ہے کہ ہمارے معزز ناظرین اس بات کی اجازت دینگے کہ یکم دسمبر کو جو اخبار وی پی کیا جاوے - وہ اسی نرخ کے مطابق ہو - انتہی

نرخ مذکورہ بالا کے مطابق وی پی ہوگا

ہان اس کے ساتھ ہم ایک سہولت ان خریدارون کو دینا چاہتے ہین - جو تمام قیمت یکبارگی نہ دے سکتے ہون اور وہ سہولت یہ ہے - کہ قیمت باقساط پیشگی وصول کی جاوے مثلاً ایک ایک روپیہ ماہوار - یا جسطرح وہ پسند کرین - اس کے متعلق خط و کتابت کرلینی چاہیئے -

ایک التماس ہم نامہ نگارون کی خدمت مین بھی لکھتے ہین - مگر وہ انشاء اللہ تعالے اگلے اخبار مین دی جاوے گی -

ضرورت

مددگار | قادیان مین ایک احمدی دوکاندار کو ایک مددگار ساتھی کی ضرورت ہے - جو بصورت ملازمت یا مشارکت اس کے ساتھ رہے - تاکہ وہ نماز دن وغیرہ دینی ضروریات کو بہ آسانی پورا کرسکین درخواست کے ساتھ ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے -

محرر | ایک محرر کی ضرورت ہے - جو انگریزی اور اردو خوشخط لکھ سکتا ہو - نمونہ خط آنا چاہیئے درخواست کے ساتھ ایک آنہ کا ٹکٹ ہو -

ملازم | گھر کے کام کاج کے پورا کرنے کیواسطے ایک ملازم کیضرورت ہے - درخواست جوابی کارڈ پر ہو -

المخطبہ | ایک لڑکی شریف خاندانی، عمر سترہ برس اردو لکھنا پڑھنا، سینا پرونا جانتی ہے اس کے واسطے ایک لائق نوجوان احمدی قوم ککےزئی کیضرورت ہے - درخواست معرفت ایڈیٹر اخبار بدر ہو - اور درخواست کے ساتھ ۱ کے ٹکٹ ہون -

ایک مسلمان گریجوایٹ کا نماز کے برخلاف لیکچر

انجمن ہمدرد اسلام سری نگر کے ایک معمولی جلسے مین ایک نہایت افسوسناک بحث ہوئی - وہ یہ کہ پریزیڈنٹ جلسہ خان صاحب شیخ امام الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحریک کی - کہ ممبرون کو پابند صوم وصلوٰۃ ہونا چاہیئے - اس پر ایک دو صاحبون نے نہایت گرمجوشی سے کہا کہ کیا نماز کے بغیر ہم مسلمان نہین رہ سکتے اور یہ کہ نماز نہ پڑھنے سے ہم اسلام سے خارج نہین ہو سکتے - یہ بھی سنا گیا ہے کہ کسی سابقہ جلسہ مین ایک نوجوان گریجوایٹ علیگڈھ نے جو یہان ایک معزز عہدہ پر ملازم ہین نماز کے برخلاف لیکچر دیا تہا اور اپنے زعم مین نہایت تبحر سے یہ ثابت کیا تہا کہ نماز کوئی ایسی ضروری چیز نہین ہے اللہ اللہ یہ زمانہ بھی آنے والا تھا - کہ خود مسلمانون کے منہ سے نماز کے برخلاف آوازے نکلے - جب نماز جیسے فرض کی نسبت جسکی تاکیدین سراپا قرآن شریف بھرا ہوا ہے - عدم ضرورت کی بحث کی جاوے تو اور ارکان اسلام کا خدا حافظ - جب سے ہم نے خدا کو کلام (قرآن)

[illegible]

کلام امیر (رض)

جو نہ مانے اس کا کیا علاج

مکرم بندہ جناب مفتی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب حضرت مولانا جناب مولوی صاحب سے لیکر پرچہ میں روانہ فرما دیں - تو مشکور ہونگا -

(۱) جماعت میں اگر دو آدمیوں کی باہم عداوت ہو تو جماعت کو یا جماعت کے مسلم سرگروہ کو کیا کرنا چاہیئے -

(۲) اگر جماعت یا امام کا کوئی مسلم سرگروہ دونوں کو صلح کرنے کا حکم دے اور ایک شخص صلح سے باوجود بار بار کہنے کے انکار کرے - تو جماعت کو یا اس مسلم سرگروہ کو اس شخص کے متعلق کیا کرنا چاہئیے -

(۳) کیا اس زمانہ میں جماعت کے باہمی اندرونی سیاست کے واسطے بھی کوئی قانون قاعدہ ہے یا نہیں - یا یہ کہ ممبر جو چاہے کرے اور جماعت اس سے محبت اور برادری کا تعلق برابر قائم رکھے - جوابات میں اگر کوئی قرآن شریف کی آیت یا حدیث کا حوالہ ہو - تو بہتر ہوگا -

مندرجہ بالا خط کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے مفصلہ ذیل دیا

(۱) ان کو نصیحت کریں - الدین النصح - اور نہ تھکیں اور پھر دعا کریں یستغفرون للذین امنوا -

(۲) بعد نصیحت اور دعا کے پھر اس کے لئے بالا دست لوگوں کو اطلاع دی جاوے اور اگر پھر نہ مانے - تو اس کو جماعت سے الگ یقین کریں - آیۃ - وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا کافی ہے -

(۳) قواعد کا نفاذ حکومت پر موقوف ہے یا رعب پر - فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓء الی امر اللہ -

کیا ہم پھر وچھووالی میں جا سکتے ہیں

وچھووالی کی آریہ سماج کے پرنسپل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا - کہ خواجہ صاحب ان کے جلسہ پر ایک لیکچر دیں جس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا -

مکرم معظم پرنسپل صاحب بالقابہ واداب - خاکسار پورے طور پر بحمد اللہ مذہب اسلام سے آگاہ - اور اسلام کے اصول بآواز بلند بالجہر سنائے جاتے ہیں -

لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ - قرآن کریم کا کلمہ اس کا ترجمہ یہ ہے - مت گالی دو ان کو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا - اس حکم کے مطابق ہم کسی کے معبود کو برا کہنے کے مجاز نہیں -

پھر صرف دنیا میں ہماری جماعت تھا - جس نے پیام صلح لاہور میں دیا - مگر میرے معزز اور شریف انسان - ہمیں وچھووالی کا اول ایکبار پورا سبق دیکھا ہے - میں خود اس لیکچر میں تھا جس میں مہمانوں کا ذرا لحاظ نہ ہوا -

پھر اس وقت ہماری جماعت ایک شخص کے ماتحت ہے اور ممبران آریہ سماج آزادی میں پوری ڈگری لے چکے ہیں - وہ جماعت کسی خاص مقتدا کے ماتحت نہیں -

خاکسار نور الدین - ۲۹؍ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

چکڑالوی

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - چکڑالہ کے مولوی سے تو ملنے کا موقعہ نہیں ہوا - کہ اسے دریافت کروں مگر میں نے اس کے مقرب لوگوں سے پوچھا ہے - کہ تم لوگ کلمہ پورا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اس لئے اکٹھا نہیں پڑھتے - کہ قرآن کریم میں ایک جگہ موجود نہیں - یہ نماز کہاں کہاں سے اکٹھی کر کے جوڑی ہے پھر ان میں تین رسالے نکلے ہیں - سب کی نماز الگ الگ ہے -

دوم - نماز کے وقت مونہہ کو قبلہ کی طرف کرنے کا حکم قرآن کریم میں کہاں ہے - مگر آج تک تو کسی نے کچھ نہیں بتلایا -

اسلام اور ایمان کہیں تو ایک معنے میں آتے ہیں اور کہیں اسلام وسیع معنے میں آتا ہے -

ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں صلی اللہ علیہما وبارک وسلم (آمین) عظیم الشان رسول ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثیل فرمایا ہے - مگر وسعت کا فرق دونوں میں ہے - اس لئے وسیع معنے والا لفظ بڑے کے لئے اور دوسرے کے لئے دوسرا تجویز ہوا ہے - ولعل اللہ یحدث بعد ذٰلک -

نور الدین - ۲۲؍ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

ہمارا کام فتویٰ لگانا نہیں

ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ ماننے والے کے حق میں کیا فتویٰ دیا جاوے - حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - ہمیں یا آپ کو یا کسی مفتی کو کیا ضرورت ہے - آپ اس معاملہ کو حوالہ بخدا کریں - اللہ تعالیٰ کے مامور کو جو نہیں مانتا - اللہ تعالیٰ خود اس معاملہ کا انتظام کر سکتا ہے -

خاکسار نور الدین - ۱۹؍ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

چند سوالوں کے جواب

ایک شخص کے سوالات کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا -

سوال (۱) کیا آپ اپنے مریدوں کو اچھا جانتے ہیں یا کہ دیگر عاجز مسکین کو بھی -

جواب (۱) میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کو اچھا سمجھتا ہوں -

سوال (۲) کیا آپ اپنے مریدوں کی التجا منظور کرتے ہیں یا کہ کسی دیگر عاجز کی بھی -

جواب (۲) بقدر طاقت میں التجا کسی کی ہو - پورا کرنا چاہتا ہوں

سوال (۳) کیا آپ اپنے مریدوں کا چندہ منظور کرتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کا بھی -

جواب (۳) سب کا چندہ لیتا ہوں منظور کرنا اللہ کا کام ہے -

سوال (۴) کیا آپ اپنے مریدوں کو زیر نظر رکھ کر گناہوں سے بچانا چاہتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کو بھی -

جواب (۴) گناہوں سے اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے میرا کام نہیں

سوال (۵) کیا آپ اپنے مریدوں کی درخواست منظور کرتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کی بھی -

جواب (۵) بقدر امکان درخواست ہر شخص پر توجہ ہے -

سوال (۶) کیا آپ اپنے مریدوں کے عریضہ کا جواب دیتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کو بھی -

جواب (۶) جواب بقدر طاقت دیتا ہوں -

نور الدین - ۱۲؍ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

دوائی میں حل شدہ شراب

سوال - کسی دوا کو شراب میں حل کر کے اسکو آگ دے کر بعدہٗ اس کو کسی مرض میں کھلانے کا کیا حکم ہے -

جواب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - شراب جب آگ میں جل گیا - تو اسکا حکم حرمت باطل ہو گیا - بلکہ جب شراب کا سرکہ بن جاوے - تو پھر جائز ہو جاتا ہے - والسلام

نور الدین - ۲۲؍ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

چٹھوں کی درستگی

گذشتہ ہفتہ سے جو اخبار روانہ ہوتا ہے اس پر نئی چٹیں لگائی جاتی ہیں سب خریدار اپنی چٹ پر ایک نگاہ ڈالیں - اور اگر کوئی غلطی ہو تو اس سے مطلع فرماویں

اخبار کی جلد دہم کی وصولی کیواسطے یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کا پرچہ وی پی روانہ کیا جائیگا سب خریدار مطلع رہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکفرین کے ایک اشتہار کا جواب

(رقم فرمودہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب)

مدرسہ اصلاح دارین کے چند مہتممان کی طرف سے ایک فتویٰ اس مضمون کا شائع ہوا ہے۔ کہ جو احمدیوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اس فتوے کے آخر میں چند باتیں لکھی ہیں۔ کہ یہ احمدیوں کے کفر پر دلیل ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس اشتہار میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کا جواب نہ دیا جا چکا ہو۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں۔ سینکڑوں دفعہ ان سوالوں کا جواب بہت شرح و بسط سے دیا جا چکا ہے۔ مگر پھر وہی اعتراض دہرائے جاتے ہیں۔ خلاصہ اعتراضات یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ انبیاء کو گالیاں دیتے تھے۔ چنانچہ آپ نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ دوسرے یہ کہ مرزا صاحب چند پیشگوئیوں کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ پوری ہو گئی ہیں اور حالانکہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مثلاً دجال اور یاجوج ماجوج کی پیشین گوئیاں۔ اور تیسرے یہ کہ مرزا صاحب کا دعوےٰ ہے کہ مسیح موعود جس کی قرآن شریف اور احادیث میں خبر دی گئی ہے اس کا منکر اس کا کافر ہے۔ یہ تینوں سوال ایسے بیہودہ اور کمزور ہیں کہ ان کے جواب کے لئے باریک دلائل کی کچھ ضرورت نہیں۔

اوّل سوال یہ ہے کہ حضرت صاحب انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں اور یہ کہ مسیح کی نسبت آپ نے بہت کچھ برا بھلا کہا ہے۔ سو یاد رہے کہ مخالف سے اس کے معتقدات کے مطابق گفتگو کی جاتی ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تو ایک ہی ہے۔ مگر اس کی نسبت مختلف مذاہب اس کی طرف مختلف صفات منسوب کرتے ہیں۔ مسیحی اُسے رحم سے عاری سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک رحم مسیح کی صفت ہے۔ اور آریہ اُسے کل موجودات کا خالق ہونے سے جواب دیتے ہیں۔ تو اب جبکہ مسیحی سے ہم گفتگو کرینگے۔ تو لازماً ہم کو کہنا پڑے گا۔ کہ وہ خدا جو تم پیش کرتے ہو وہ ناقص ہے۔ حالانکہ انکا خدا اور ہمارا خدا تو ایک ہی ہے صرف ان کے معتقدات میں اس کی طرف کچھ ایسی صفات منسوب کی جاتی ہیں۔ کہ جو خدا تعالیٰ میں پائی نہیں جاتیں۔ تو ہمارے اس قول سے خدا تعالیٰ کی شان میں کچھ گستاخی نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہم نے اگر نقص منسوب کیا ہے۔ تو اس نیادتی خدا سے کیا ہے کہ جو رحیم نہیں ہے۔ اسیطرح آریہ کو اگر ہم کہیں کہ تمہارا خدا ناقص ہے۔ کیونکہ وہ خالق نہیں۔ تو اس سے یہ تو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ہم نے گستاخی کی ہے۔ کیونکہ آریوں کا خدا اور ہمارا خدا تو ایک ہی ہے بلکہ ہمارے قول سے نقص اسی ان کے ذہنی خدا کو لازم آتا ہے کہ جو خالق نہیں۔ پس اگر اسی اصل کے ماتحت حضرت صاحب نے یسوع کی نسبت مسیحیوں کے اعتقاد کے مطابق کوئی الفاظ استعمال کئے۔ تو کیا غضب ہو گیا۔ مسیحی اعتقاد رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ یسوع کی بعض نانیاں فاحشہ عورتیں تھیں۔ اور وہ مانتے ہیں کہ ان کا امتحان شیطان نے لیا تھا۔ اور قریب تھا کہ وہ اس کے پیچھے لگ جاتا۔ اور اسیطرح اور بہت سے عیب اس کی ذات سے منسوب کرتے ہیں۔ سو حضرت صاحب نے اونکو الزام دیا ہے کہ جب اس کی نسبت تم ایسے گمان رکھتے ہو۔ تو پھر وہ خدا کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات کچھ ایسی نہ تھی۔ کہ اس پر شور مچایا جاتا۔ اصل میں یہ بھی ایک تحریف ہے۔ جو مسیحیوں نے مسیح کی ذات میں کی ہے۔ اور جسطرح انھوں نے اپنی کتابوں کو ترجمہ در ترجمہ کر کے تحریف کی ہے۔ اُسی طرح اپنے نبی کے واقعات میں بھی بے سر و پا باتوں سے کام لیا ہے چنانچہ باوجود اس کے کہ قرآن شریف نے توریت و انجیل کو خدا کا کلام کہا ہے۔ پھر بھی ان کے بہت سے مسائل کی ہمارے مخالف علماء تردید کرتے ہیں۔ اور اگر پوچھا جاوے۔ تو یہی جواب دیتے ہیں۔ کہ انجیل تو تحریف شدہ ہے۔ اس لئے ہم اس انجیل کی تردید نہیں کرتے جو الٰہی کلام ہے۔ بلکہ اس انجیل کی تردید کرتے ہیں۔ جو کہ انسان کا کلام ہے۔ سو اسیطرح مسیحیوں نے مسیح کے وجود میں بھی تحریف سے کام لیا ہے اور وہ مسیح جو خدا کا نبی تھا۔ اور نیک اور پاک اور بزرگ تھا اور شیطان اس کے امتحان پر قادر نہ تھا۔ اُسے بدلکر ایک اور مسیح اس کی جگہ کھڑا کر دیا۔ جو خدائی کا دعوےٰ کرتا ہے جسکا امتحان شیطان لیتا ہے اور جو کفارہ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاتا ہے۔ اور تمام مقدس بزرگوں کو چور و بٹ مار کہتا ہے۔ پس اگر اس مسیح پر ہم اعتراض کریں۔ تو ہم پر کیا الزام ہو سکتا ہے جبکہ خود ہمارے مخالفین تحریف شدہ انجیل پر اعتراض کرنے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے۔ تو اگر کوئی تحریف شدہ مسیح پر اعتراض کرتا ہے تو اس پر کیوں الزام لگاتے ہیں۔ جیسے مسیح خدا کا نبی ہے۔ ویسے ہی انجیل بھی خدا کا کلام ہے۔ پس اگر اس انجیل پر اعتراض کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ تو مسیحیوں کے پیش کردہ مسیح پر اعتراض کرنا کب ناجائز ہو سکتا ہے جیسے خدا نے انجیل کو اپنا کلام مانا ہے اور اُسے محرّف اور مبدل قرار دیا ہے۔ اسی طرح مسیح کو بھی اپنا نبی اور مسیحیوں کے پیش کردہ مسیح کو محرّف مبدل تسلیم کیا ہے جیساکہ قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ پس جیساکہ اس محرّف و مبدل انجیل پر اعتراض کرنے سے اس انجیل کی ہتک نہیں ہو سکتی۔ جو خدا نے اوتاری تھی۔ اسی طرح مسیحیوں کے پیش کردہ مسیح پر اعتراض کرنے سے اس مسیح کی جو خدا کا نبی تھا کوئی ہتک نہیں ہو سکتی

چنانچہ اگر حضرت صاحب نے مسیح کے بارہ میں کچھ لکھا ہے۔ تو وہ ہمیشہ مسیحیوں کے برخلاف لکھا ہے۔ کوئی ثابت تو کرے کہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے پھر حضرت نے مسیح کی نسبت ایسی باتیں لکھی ہوں۔ اگر وہ مسیح کو ذاتی ایسا برا سمجھتے (نعوذ باللہ) تو مسلمانوں کے برخلاف بھی اس کو اسی رنگ میں پیش کرتے۔ مگر جب آپ نے یسوع کی نسبت کوئی لفظ لکھا ہے۔ تو وہ مسیحیوں کو مخاطب کر کے ان کے معتقدات کے مطابق لکھا ہے۔

پھر میں حیران ہوں کہ حضرت صاحب مسیح کو برا کہہ بھی کسطرح سکتے تھے۔ آپ کا کل فخر اور دعوےٰ تو یہی تھا۔ کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ تو اگر آپ مسیح کو ایسا برا جانتے تھے۔ تو اس کے مثیل کیوں بنتے۔ کوئی جب اپنی بہادری جتانے لگتا ہے۔ تو اپنے آپ کو شیر سے مشابہت دیتا ہے یا بکری سے؟ پھر جو فخر کرے کہ میں شیر کی طرح ہوں۔ کیا اس کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ شیر کو بزدل سمجھتا ہے اس قدر لوگوں سے مخالفت برداشت کی۔ گالیاں سنیں تکلیفیں برداشت کیں اور یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ اپنے آپ کو مثیل مسیح کہتے تھے۔ پھر اگر آپ مسیح کو نعوذ باللہ برا جانتے تھے۔ تو اس سے مشابہت کا دعوےٰ کیوں کرتے۔ مثلاً کوئی شخص اعتراض کرے۔ کہ رسول اللہ نے نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں تو ہم قطع نظر اور واقعات کے اُسے کہیں گے۔ کہ تو احمق ہے آپ تو اپنے آپ کو مثیل موسےٰ کہتے تھے۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ آپ حضرت موسیٰ کو گالیاں دیتے۔ اسیطرح جب کہ حضرت صاحب اپنے آپ کو مثیل مسیح کہہ کر دعویٰ کرتے تھے۔ کہ میں خدا کی نظروں میں معزز ہوں۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ آپ مسیح کو برا کہیں۔

دوسرا یہ اعتراض ہے۔ کہ آپ نے بعض پیشگوئیوں کی

نسبت لکھا ہے۔ کہ یہ پوری ہوگئی ہیں۔ میری سمجھ میں تو یہ اعتراض نہیں آیا کہ اس کا کیا مطلب ہے کیا ہمارے مخالفین کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کی کسی پیشگوئی کو پورا نہ ہونے دیا جاوے۔ اگر وہ یہ چاہتے ہیں تو سخت غلطی پر ہیں۔ جو پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں ہم تو انکا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جبکہ دجالی صفات پادریوں میں ہم پاتے ہیں اور اس کے گدھے کی صفات ریل میں موجود ہیں۔ اور انگلش اور روسی قوم کے یاجوج اور ماجوج ہونے میں کلام کی گنجائش نہیں اور دابۃ الارض کے معنے علماء کا گروہ ثابت ہیں۔ تو پھر اس کے ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اور جو لوگ خواہ مخواہ ان پیشگوئیوں کے پورا کرنے کے لئے عجیب الخلقت مخلوقات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ان کو دین اسلام سے کچھ تعلق نہیں بلکہ عجائبات کے دیکھنے کے مشتاق ہیں۔ یہ لوگ نہیں سوچتے۔ کہ اگر انہوں نے ایسا ہی زور دیا۔ تو رسول اللہ نے جو دو کڑے اپنے ہاتھ میں دیکھے تھے اور اس کے معنے مسیلمہ اور اسود عنسی کے کئے تھے۔ اس کی کیا تاویل کرینگے۔ کیا رسول اللہ پر بھی نعوذ باللہ تاویلوں کا الزام دیں گے۔ سچی بات یہ ہے۔ کہ الٰہی کلام میں ایک غیب ہوتا ہے جو اپنے وقت پر جاکر ظاہر ہوتا ہے اور اس وقت تک لوگ کچھ کا کچھ ہی سمجھتے رہے ہیں۔ جیسے کہ ابھی میں ایک مثال دے چکا ہوں اور اسیطرح رسول اللہ نے دیکھا۔ کہ بہشت میں ابوجہل کے لئے ایک انگور کا خوشہ رکھا ہے۔ تو آپ حیران ہوئے مگر عکرمہ کے اسلام قبول کرنے پر آپ کو اسکی اصل حقیقت معلوم ہوئی۔ پس جبکہ رسول اللہ کو جو کل مخلوقات پر فضیلت رکھتے ہیں بعض پیشگوئیوں کا حال پیچھے جاکر کھلا۔ تو آپ لوگ کس حساب میں ہیں۔ کہ جو کچھ اپنے ذہن میں بٹھالیں۔ خدا تعالیٰ اسی کے مطابق ظہور میں لاوے۔ اس کو کسی کی پرواہ کیا ہے جبکہ ہم صریح دیکھتے ہیں۔ کہ جو صفات دجال میں بتائی گئی ہیں۔ وہ پادریوں کے گروہ میں ہیں اور لغت ہم کو بتاتی ہے۔ کہ دجال کے معنے ایک ایسا گروہ ہے۔ کہ جو ملکوں ملکوں میں تجارت کرتا پھرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحی مذہب کے پھیلانے والے کل دنیا میں تجارت کے زور سے ہی پھیل رہے ہیں پھر وہ الٰہی علوم کی آنکھ سے بھی محروم ہیں۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ ہم تو اصل یک چشم کانا دجال ہی تلاش کریں گے۔ تو یہ مشکل پڑے گی۔ کہ قرآن شریف میں جہاں صم بکم عمی آیا ہے وہاں بھی یہی معنے کرنے ہوں گے۔ کہ کل کفار عرب کی جسمانی آنکھیں اور کان اور زبانیں نہ تھیں۔ اور بہر حال اگر یہ مان بھی لیں۔ کہ یہ معنے غلط ہی ہیں۔ تو اس سے کفر کے فتوے کا جواز کہاں سے ثابت ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے زیادہ متورع اور الٰہی کلام کا سمجھنے والا کون ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے ابن صیاد کے دجال ہونے پر قسم کھائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو اس بات سے روکا نہیں۔ چنانچہ بہت سے صحابہ اُسے دجال ہی جانتے رہے جس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ لوگ پیشگوئیوں کی بعض باتوں کو پورا ہوتے دیکھ کر باقی کو حوالہ بخدا کر دیتے تھے اور سمجھتے تھے۔ کہ اس کی کوئی اور حقیقت ہوگی۔ ورنہ حضرت عمرؓ اور ان کے علاوہ اور بہت سے صحابہ ابن صیاد کو دجال کیونکر جانتے حالانکہ اس کی دونوں آنکھیں موجود تھیں۔ اور اس کے پاس کوئی عظیم الشان گدھا نہ تھا۔ وہ مدینہ میں رہتا تھا۔ جہاں دجال کو جانا منع ہے جس سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ ضروری نہ جانتے تھے۔ کہ وہ جسمانی آنکھ سے کانا ہوگا۔ اور ایک عظیم الشان گدھا اس کے پاس ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ ان پیشگوئیوں کے اور معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ تبھی تو باوجود ابن صیاد کی دونوں آنکھوں کے اور گدھے کی غیر موجودگی کے اور مدینہ میں رہنے کے انہوں نے اُسے دجال قرار دیا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر سکوت اختیار کیا۔ دوسری بات اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان باتوں پر کفر کا فتوے نہیں لگ سکتا۔ ورنہ ایسے جلدباز لوگ تو اس کفر کے فتوے کو دُور تک پہونچائیں گے اور شاید اپنی حماقت کی وجہ سے کہہ بیٹھیں۔ کہ حضرت عمرؓ اور صحابہ کی ایک جماعت نے ابن صیاد کو دجال بنایا تھا۔ اس لئے یہ فتوے نعوذ باللہ ان پر بھی چل سکتا ہے مگر ایسا کہنے والا شخص حق سے دُور اور سخت غلطی پر ہو خود رسول اللہ نے ان کو کافر نہیں ٹھہرایا بلکہ ان کی بات پر سکوت اختیار کرکے ایک حد تک ان کی تائید کی ہے۔ پس حضرت صاحب نے اگر ان پیشگوئیوں کی نسبت کہا ہے کہ وہ پوری ہوگئی ہیں تو انپر کفر کا فتوے دیدینا نہ صرف آپ پر بلکہ بہت سے صحابہؓ پر بھی اپنی زبان کی چھری چلانا ہے۔ مگر مومن کو کافر کہنے سے جو نقصان عاید ہوتا ہے وہ احادیث سے ظاہر ہے اسی طرح یاجوج ماجوج کا بھی حال ہے۔ کیونکہ اگر وہ دجال سے الگ ہیں تو جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہی زمانہ میں دنیا پر حکومت کرینگے۔ پھر وہ کیونکر ہوگا یہ کسطرح ممکن ہے۔ کہ دجال بھی سب دنیا پر پھیلا ہوا ہو اور یاجوج ماجوج بھی حاکم ہوں۔ اگر یہ معنے کئے جاویں۔ تو احادیث میں کوئی تطبیق نہیں رہتی۔ پس لازمی طور سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہی قوم کے مختلف گروہوں کا نام ہے۔ پھر دابۃ الارض کے متعلق تعطیر الانام میں صریح طور سے لکھا ہے۔ کہ دلّ ظهورها فى العالم على الامر بالمعروف والنهى عن المنكر ونصر الموحدين وهلاك المنافقين۔ پس اگر حضرت صاحب نے اس سے مراد علماء کا گروہ لیا تو انبیاء کے علوم کی عین پیروی کی۔ اور صالحین کے گروہ کا تتبع کیا۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر ہمارے مخالف مولویوں کا کیا نقصان ہے۔ اور کیوں وہ ان کو پورا ہوتے دیکھنا نہیں چاہتے۔ عجائبات دیکھنے کے لئے اور مختلف ذرائع ہیں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ رسول اللہ کی سچائی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور اس کو چھپایا جاتا ہے۔ کیا یہ کچھ کم تعجب کی بات ہے۔ کیا یہ کوئی چھوٹا سا معجزہ ہے۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی اور نشان ہو سکتا ہے۔ کہ رسول اللہ آج سے تیرہ سو سال پہلے اس زمانہ کا ہو بہو نقشہ کھینچ کر بتاتے ہیں۔ کیا اس زمانہ کے وحشی یورپ کی نسبت اس قدر ترقیات کی خبر دینا کوئی چھوٹی سی پیشگوئی ہے۔ کیا اس وقت جبکہ گھوڑے اور اونٹ کے سوا سواری ہی کوئی نہ تھی۔ ریل کی اطلاع دینی معمولی سی بات ہے۔ ہمیں گدھے دیکھنے یا کسی کانے انسان کی شکل دیکھنی مقصود نہیں۔ رسول اللہ اور دین اسلام کی سچائی کے نظارے دیکھنے کا شوق ہے۔ سو آپکے نہ غلط ہونیوالے کلمات اور نہ ٹلنے والی پیشگوئیوں نے ہمارے دل کی امید پوری کردی۔ اور الٰہی فوجیں اپنے پورے زور سے کفر کے مٹانے پر طیار ہو گئیں۔ اور اس سے بڑھکر ہمارے لئے کوئی خوشی نہیں۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کا نام دنیا میں بلند ہو اور رسول کریم کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو اور تقوے اور طہارت پھیلے اور یہی ہمارا مقصود اور مطلوب ہے۔ فالحمد للہ کہ وہ حاصل ہو رہا ہے اور رسول اللہ کی پیشگوئیاں بڑے زور سے پوری ہوکر دین اسلام کی سچائی پر مہر لگا رہی ہیں باقی جو کچھ حضرت صاحب کے دعاوی اور آپکے الہامات کی نسبت اعتراض اس اشتہار میں درج ہیں ان کی نسبت اس قدر کہنا ہی کافی ہے کہ ہمارے مخالف آنے والے مسیح کی نسبت جو کچھ فتوے دیتے ہیں اور اس کے الہام کا جو رتبہ مقرر کرتے ہیں اور اس کی شان کی نسبت جو کچھ کہتے ہیں اور اس کے منکرین پر جو فتوے دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کہتے بلکہ شاید حضرت صاحب کے دعاوی اس سے کچھ کم ہی ہوں۔ تو پھر جبکہ آپکا مثیل مسیح ہونیکا دعوے تھا تو آپ اپنے کو اور کس سے مشابہت دیتے۔ یہ کس طرح ہو سکتا

القرآن فی رمضان

سورۃ المعارج سال سائل۔ اس قسم کے سوال تمسخر و گستاخی میں داخل ہیں۔

خمسین الف سنۃ ۔ خدا کی بادشاہت اتنی وسیع ہے کہ کہ اس کی طرف ترقیات کے مراتب طے کر کے پچاس ہزار سال میں پہنچتے ہیں۔ ایک کتاب میں پچاس درجے لکھے ہیں۔ قرآنی آیات ترقی کا ذرائع ہیں نمبر ۲) درود شریف صلی وسلم کے ساتھ بارک بھی کہو۔ حضرت صاحب یہی پڑھتے تھے شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں ؎

روح پدرم شاد کہ مے گفت باستاد
فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

سورۃ نوح یوخرکم الی اجل مسمی ۔ اس میں اور اذا جاء اجلھم میں یہ توفیق ہے کہ جب اجل آجائے تو پھر نہیں رکتی۔

اطیعون ۔ رد فرقہ چکڑالویہ ۔ نبی اپنی اطاعت کا حکم دیتا ہے

دعوت قومی لیلاً و نہاراً ۔ تم بھی راتوں کو وعظ کرو اور خدا کا کلام پہنچاؤ۔

سورۃ جن استرق ارید ۔ یہ صیغہ مجہول بوجہ ادب ہے۔ فلا یظھر ۔ ظہور غیب کہ گنجائش تاویل نہ رہے مختص بہ انبیاء ہے

من رسول ۔ من بیانیہ ہے

سورۃ مزمل سورہ مزمل میں اپنے نفس کی تکمیل کا ذکر ہے اور المدثر میں دوسرے نفوس کی تکمیل کا ۔ لوگ نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا ۔ کو منسوخ قرار دیتے ہیں حالانکہ جمہور کا اس پر عمل بھی ہے مطلب صرف یہ ہے کہ رات کا نصف یا تہائی یا آدھی سے زیادہ جاگو تو اس میں درس تدریس کرو ۔ مغرب سے لیکر عشاء تک اور پھر پچھلی رات یہ تمام وقت ملا کر اتنا ہو جاتا ہے ۔ مسلمان بالعموم اتنا وقت جاگتے ہیں ۔ مگر افسوس کہ بیہودہ مواقع میں خرچ ہوتے ہیں ۔ (۲) ریاضت کی راہ تسبیح ۔ تہلیل ۔ قرآن اور کسی کے برا کہنے پر صبر کرنا

سورۃ مدثر ثیابک فطھر ۔ تبلیغ کیلئے ضروری ہے کہ پہلے اپنا نمونہ نیک بنائے ۔

تسعۃ عشر ۔ ایک صوفی نے لکھا ہے کہ ۵ ظاہری حواس (کان[1] ۔ ناک[2] ۔ آنکھ[3] ۔ لمس[4] ۔ ذوق[5]) اور ۵ باطنی اور حافظہ[11] ماسکہ[12] ۔ ہاضمہ[13] ۔ دافعہ[14] ۔ نامیہ[15] ۔ غاذیہ[16] ۔ مولدہ[17] ۔ شہوت[18] و غضب[19] ۔

بس یہی ہیں جن کے اعتدال پر رکھنے سے انسان دوزخ سے محفوظ رہتے ہیں ۔

سورۃ قیامہ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ ۔ جزا و سزا کے مسئلہ کا ثبوت نفس لوامہ سے دیا ہے کہ کسی برے کام پر دل ہی دل میں ملامت ہونا اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ جزا و سزا ضرور ہے ۔

بما قدم و اخر ۔ کیا چیز آگے بھیجی جو نہیں بھیجنی چاہئے اور کیا پیچھے رہ گیا جو بھیجنا چاہئے تھا ۔

ولو القی معاذیرہ ۔ اگر بدی خلجان نہیں کرتی اور جزا و سزا کوئی نہیں تو پھر انسان اپنی برائی پر پردے کیوں ڈالتا ہے

سورۃ دہر کان مزاجھا کافوراً ۔ مومن کو ابتدائی حالت میں بہت سے جذبات بد کو دبانا پڑتا ہے ۔

ولدان مخلدون ۔ بادشاہوں کے بڈھے لڑکے ۔

طھوراً ۔ نہ صرف خود پاک ۔ بلکہ پاک کر دیتا ہے ۔

سورۃ مرسلت ہوا کی مختلف قسمیں ہیں ۔ آہستہ چلتیں زور سے چلتیں ۔ بیج پھیلاتیں اور اللہ کا وعظ سناتی ہیں ۔

الم نجعل الارض کفاتاً ۔ عیسیٰ کے آسمان پر نہ جانے کا ثبوت ۔

ظل ذی ثلث شعب ۔ یہ مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ ثلث شعب کی تفسیر آگے ہے لا ظلیل[1] ۔ ولا یغنی[2] من اللھب ۔ انھا ترمی بشرر[3] ۔ نہ خود سایہ ہو نہ سایہ سے بچائے ۔ بلکہ شرارے چھوڑے ۔

سورۃ المنباء فلاسفر وں میں اختلاف ہے ۔ مگر انبیاء میں باوجود اختلاف ملک و قوم و حالت و وقت کے اختلاف نہیں ۔ یہ ان کی صداقت کی دلیل ہے ۔ ہمارے نبی کا یہ اعجاز ہے کہ ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب صحابی ۔ اور کسی کتاب سے ثابت نہیں ہوگا ۔ کہ روایت میں کبھی کسی نے جھوٹ بولا ۔ ایسا راستباز جو اتنے لوگوں کو راستباز بنا دے جو خبر دے وہ صحیح ہے ۔ قیامت کے متعلق جو آپ نے فرمایا سچ فرمایا ۔ اس سوال کا جواب دیا کہ یہاں کیوں قیامت نہیں ہوتی ۔ فرمایا کہ (اشتراک) ہے چنانچہ اس کے ثبوت میں الم نجعل الارض سے شروع فرماتا ہے ۔

تناؤون افواجا ۔ دنیا میں ہمارے اخبار بار اس کے ہیں ۔

فتحت السماء ۔ بادل برسیگا ۔

الیہ مآبا ۔ باب جہاں سے کسی چیز کا ظہور ہو ۔

غساقا ۔ سخت سرد چیز کو بھی کہتے ہیں

وفاقا ۔ زنا کی سزا میں سوزاک ۔ افیون امساک کیلئے کھاتے ہیں ۔ پھر قوت باہ ہی زائل کر دیتی ہے ۔

سورۃ النزعت دانیال کی کتاب میں پانچ ہواؤں کا ذکر ہے ایک[1] شرقی (بابل کے لوگوں نے یہود کو تباہ کیا) شمالی[2] کیقباد ہی خاندان نے بابلیوں کو تباہ کیا) مغربی[3] ۔ رومیوں سے سکندر نے دارا کو مارا پھر ان میں پھوٹ کی ہوا[4] چلی ۔ پھر جنوب[5] سے اسلام کی ہوا چلی ہے ۔ میرے نزدیک مومن بننے کی ترکیب بتائی ۔ اور پانچ شرطیں جو حصول کمال کے لئے ہیں ۔

(۱) جو کام کرنا ہے ہر طرف سے نکل کر اسمیں غرق ہو جائے یہ والنزعت غرقا کے معنے ہیں ۔ (۲) پھر خوشی خوشی اس کام میں داخل ہو ۔ والنشطت نشطاً (۳) تیسرے اس کام میں روکیں اٹھا دے ۔ والسبحت سبحاً ایسا جانے جیسے تیرنے والا (۴) بڑھنے کا بھی شوق ہو ۔ والسبقت سبقاً (۵) کمالات کے حصول کے لئے تدبیریں سوچیں فالمدبرات امراً ۔

سورۃ تکویر ستاروں کی نسبت فرمایا ۔ خنس چھپنے والے ۔ ستارے دن کو چھپے رہتے ہیں ۔ (۲) الجوار ساعات کو چلنے والے (۳) الکنس اپنی جگہ نظر آنے والے ۔

ضنین ۔ متہم

وما تشاؤن ۔ وحالیہ ہے ۔

التطفیف صوفی کہتا ہے خلقت کا حق جو تباہ کرے اس کی یہ سزا ہے کہ اس کے لئے ویل ہے تو پھر جس نے سب کچھ دیا ہے یعنی خالق اس کی کیا سزا ہو گی ۔

سورۃ انشقاق واذا الارض مدت ۔ پھیلائی جائے بہ لحاظ وسعت آبادی ۔

سورۃ البروج ذات البروج ۔ روشن ستاروں والا ۔

شاھد ۔ وہ ذات پاک جو موجود ہے ۔

مشھود ۔ جو لوگ موجود ہونگے ۔

سورۃ طارق ذات الرجع ۔ بادل کی قسم جس میں مینہ

برستا ہے

بین الصلب والترائب ۔ یہ تہذیب کا اعلیٰ طریق ہے کہ ایک چیز کا نام ایسے عمدہ طریق سے لیا جاوے

سورۃ اعلیٰ ان نفعت الذکریٰ ضرور نفع دیتی ہے نصیحت

سورۃ الفجر جن فجر میں حاجی مکہ سے چلتے ہیں (۲) وہ دس راتیں جو حج وعمرہ میں خرچ ہوتی ہیں (۳) جب اکا دکا آدمی عرفات کو جاتے ہیں (۴) وہ رات جس سے منیٰ میں آتے ہیں ۔ یہ یاد دلایا کہ مکہ سے باہر تو امن نہیں پر تم میں ایسے گھمسان کے وقت بھی امن ہے ۔ لیکن جب کہ مکہ سے باہر والے بدامنی پھیلا کر نہیں بچے جیسے عاد و فرعون وغیرہ تو تم مکہ میں جو امن کا گھر ہے فساد کے مرتکب ہو کر سزا سے بچ سکتے ہو ۔ ہرگز نہیں

سورۃ بلد وانت حل بھذا البلد ۔ تو ضرور ایک دن اس شہر میں آکر داخل ہوگا ۔ (پیشگوئی)

ما ادراک ما العقبۃ ۔ دیکھو اس میں یہ بات سمجھائی ہے کہ روحانی معنی اور ہوتے ہیں ۔ پہاڑ یا گھاٹی سے پہاڑ یا گھاٹی ہی مراد نہیں ۔

سورۃ الشمس اس میں تم لوگوں کے لئے عبرت ہو جو ایک جانور اللہ کا ہو تو اسکو چھیڑنے سے یہ عذاب آتا ہے کہ قوم کی قوم ہلاک ہو جاتی ہے پس اگر اللہ کے رسول کو ایذا دیجائے تو اس کا نتیجہ کیسا خراب ہوگا

سورۃ اللیل سب سے پہلے قسموں کی فلاسفی اس سورۃ کے ذریعے خدا کے فضل سے مجھ پر کھلی ۔ قسم کو تمام قوموں نے فیصلہ کا ایک ذریعہ تسلیم کیا ہے ۔ حتیٰ کہ یورپ میں سے ایک قوم کو نکلنا پڑا کہ وہ قسم نہیں کھاتی ۔ ان پڑھ ہوں ۔ تو اس طرح فیصل کن ہے کہ انکا اعتقاد ہے ۔ کہ ان الایمان نزع الارض بلاقعا ۔ ملک کو ویران کر دیتی ہیں پس محمد رسول اللہ صلعم نے اتنی قسمیں کھائیں باوجود اس کے وہ آباد ہوئے ۔ اور بڑے چھولے پھلے ۔ پھر قسمیں بطور شہادۃ کے ہیں ۔ دیکھو اس میں رات دن اور ذکور و اناث کے فرق کو بتلا کر دلیل پکڑی ہے کہ اسیطرح تمہارے اعمال کے نتائج مختلف ہیں ۔ گندم از گندم بروید جو ز جو قسموں پر اعتراض نادانی سے ہے یا عمداً جسقدر مہذب سلطنتیں ہیں ان میں فیصلہ مقدمات کے لئے قسم ہے

یہانتک کہ اعلیٰ عہدہ داروں سے بلکہ بادشاہ سے قسم لیجاتی ہے

سورۃ الضحیٰ کہ ضحیٰ کے وقت فتح ہوا ۔ اور غزوہ احزاب میں لیل کے وقت نصرت الٰہی ہوئی ان دونوں سے ثابت ہے ما ودعک ربک ۔ تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا ۔ للاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ ۔ ہر گھڑی جو آتی ہے وہ نبی کریم کے لئے پہلی سے ترقی کی ہوتی ہے ۔ آپ کے سوانح دیکھو ۔ پھر اب بھی جسقدر مسلمان نیک عمل کرتے ہیں انکا ثواب بحکم الدال علی خیر کفاعلہ آپ کو بھی ملتا ہے ۔ ضالاً کے معنے واما السائل سے حل ہوتے ہیں کیونکہ الم یجدک یتیماً کے مقابل فاما الیتیم آیا اور ضالاً کے مقابل اما السائل فرمایا

سورۃ الانشراح نبی کریم کے فضائل بیان فرماتا ہے ۔

سورۃ والتین التین ۔ تین میں آدم کا معاملہ یاد دلایا اور الزیتون میں نوح کے طوفان کا طور سینا میں موسیٰ کے واقعہ کو

الانسان ۔ نعض البنان

سورۃ القدر مجددوں کے ظہور میں ۸۳ سال ۴ ماہ کا فرق ہوتا ہے الف شہر کے یہی معنی ہیں ۔

والروح ۔ کلام الٰہی یہی معنی ہیں ۔

سورۃ العصر جیسے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ایسے ہی اب کوئی نبوت نہیں

سورۃ فیل پرندوں کی عادت ہے گوشت نوچ کر پھر کسی الگ پتھر پر مار کر کھاتے ہیں ۔ ترمیھم بحجارۃ کے یہی معنی ہیں ۔ تمھاری لاشیں پرندے نوچینگے

سورۃ اللھب یدا ۔ دو نو کوششیں ۔ لڑائی ۔ لونڈی ۔ مال ۔

سورۃ الاخلاص عرب کے لوگوں کو سمجھایا کہ تم شتاء و صیف میں سفروں کے لئے نکلتے ہو یہاں بھی اجتماع ہوتا ہے لوگوں کو توحید کا سبق دیدیا کرو ۔ اور یہ معیار دوسروں کی صداقت ہے ۔

کچھ ابتدائی نمونہ

(۱) الحمد شریف ۔ قرآن شریف اللہ ۔ رحمن ۔ رحیم کے ناموں سے شروع ہوا ہے ۔ سب صفات اور افعال الٰہی صفات کے ماتحت ہیں ۔ (۲) الحمد للہ ۔ یہ ان ہدایت نامہ کے لئے ہے ۔ (۳) مالک یوم الدین ۔ مالک نہیں چاہتا کہ اپنی ملوک کو تباہ کرے ۔ (۴) عبادت ۔ اعلیٰ سے اعلیٰ محبت اعلیٰ سے اعلیٰ فرمانبرداری ۔ اعلیٰ سے اعلیٰ اپنی محتاجی کا اقرار ۔ اپنے دکھوں اور سکھوں کا ملجا و ماویٰ ۔ (۵) انعمت
(۱) صالحین (۲) شہدا ۔ (۳) صدیق ۔ (۴) نبی ۔

(۶) مغضوب علیھم ۔ جنکو غضب ہو (یہودی) علم پر عمل نہو ۔ ضالین ۔ جنکو محبت ہو اور علم الٰہی سے بیخبر ہو ۔ (۷) شدہ مد سلطنت لمبی اور سخت ہوگی ۔ از تفسیر مولوی عبد اللطیف مرحوم (۸) الم ۔ انا اللہ اعلم ۔ جسطرح بسم اللہ میں تین نام ہیں ۔ سورہ بقرہ کا نام بھی ہے ۔

(۹) ذٰلک الکتاب ۔ یہی کتاب ہے ۔ اپنی آنکھوں نے دوسری کتاب کو نہیں دیکھا بوجہ ادب ۔ قل فاتوا بالتورٰۃ ۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس نہ تھی ۔ (۱۰) متقی ۔ دنیا میں جو کوئی متقی گذرا ہے اُس کا ہدایت نامہ اس کتاب میں موجود ہے ۔ (۱۱) غیب ۔ جو سمجھ میں نہ آئے اُنکو بطور غیب کے مان لے تردد نہ کرے ۔ (۱۲) الصلوٰۃ ۔ عمل بھی کرنا چاہیئے ۔ ایمان کا اثر جان پر پہنچے (۱۳) ما انزل الیک ۔ سب سے پہلے ذو ہلے کلام پر دیا ۔ (۱۴) یخدعون محروم رکھنا ۔ (۱۵) مرض ۔ مسائل میں قوت فیصلہ نہیں ۔ قوت مقابلہ نہیں (۱۶) بما کانوا یکذبون جھوٹ کا انجام نفاق ہے ۔ (۱۷) شیطن ۔ شیطن البشر ۔ (گہرا کنواں) جو خدا سے اور نبی کی صحبت سے دور ہو (۱۸) یستھزءون خفیف سمجھنا ۔ بنانا ۔ (۱۹) فما ربحت تجارتھم ۔ انگریز تاجر بڑے ہیں ۔ ملک کی فتوح بھی تجارت کے اصول مگر تجارت کرتے ہوئے ہدایت نہیں سیکھتے ۔ بہت ملکوں میں پھرتے ہیں ۔ مکہ والوں کے یہاں بھی تجارت تھی ۔ انکو بھی سمجھایا اسلام جیسا کہیں مذہب ہے ؟ (۲۰) مثلھم کمثل الذی استوقد ولا کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار (۲۱) من السماء ۔ اٰمل (۲۲) اَوْ ۔ دو قسم کے منافق (۲۳) برق ۔ بعض مسائل جنکی خلاف ورزی سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے ۔ (۲۴) ظلمت بعض مسائل جن سے تکلیف اور مشکلات ہوتی ہیں ۔ (۲۵) حذر الموت جیسے جنگ ۔ (۲۶) اعبدوا ربکم ۔ علیٰ نفاق کا علاج (۲۷) لعل وعسیٰ ۔ بیان الحکام تفسیر کبیر ازواج مطہرات جنگوں میں محفوظ (۲۹) نار دنیا و آخرۃ میں ۔ (۳۰) مسائل شریعت کے پہنچانے میں دلیر ۔ (۳۱) بعوضہ یہ بیان دنیا و می جنت کا وہی نسبت رکھتا ہے نعماء جنت سے جو بعوضہ ہاتھی سے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ایک نمونہ

نامہ نگار اپنی تحریر کے خود ذمہ دار ہیں

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ - یہ جملہ ہے۔ خداوند تعالےٰ کے پاک اور مقدس کلام کا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا اور پھر مجدد صدی ہٰذا حضرت مرزا صاحب علیہ التحیۃ والتسلیم پر الہام کیا۔ جملہ مدعیان اسلام اس کو جانتے ہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیسے رحمۃ للعالمین ہوئے۔ اور آپ کی کیسی رحمتیں لوگوں پر ہوئیں۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آپ بھی رحمۃ للعالمین ثابت ہوئے یا نہیں اور حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام کیسا پورا ہوا۔ زمانہ شاہد ہے۔ کہ مسلمانوں پر کیسی غفلت دین کیطرف سے چھا رہی ہے چنانچہ جو واعظین اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔ وہ بھی اسلام کی بیخکنی میں مصروف ہیں اور بہ سبب ناواقفیت کے نیم ملاں خطرۂ ایمان کے مصداق ہو رہے ہیں۔ عموماً وعظ جو عام طور سے مولوی لوگ کرتے ہیں۔ وہ محض دنیا کمانے کے لئے ایک ڈھنگ ہے۔ اور ایک دوکانداری مقرر ہوگئی ہے۔ مگر بسبب اس کے کہ یہ نیم ملاں لوگ حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کی دوکانداری میں کمی واقع ہوگئی ہے مگر خدا تعالےٰ رازق ہے۔ جو انسان کو بھی رزق دیتا ہے کفار کو بھی دیتا ہے۔ فاسق فاجر کو بھی دیتا ہے اور علیٰ ہٰذا القیاس ایسے واعظوں کو بھی دیتا ہے اور ہر ایک کے لئے وسائل پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے زمانے میں مبعوث فرمایا۔ جبکہ دین و دنیا دونوں کا امساک تھا تاکہ آپ رحمۃ للعالمین ہوں اور دنیا ہر طرح سے فائدہ اٹھائے۔ آپ مبارک اور خدا پرست انسانوں کے لئے باعث ازدیاد ایمان و تقوےٰ ہوئے۔ اور دنیا پرست لوگوں کے لئے ذریعہ معاش اور بے روزگاروں کے لئے ذریعہ شغل ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ من یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا ومن یرد ثواب الاٰخرۃ نؤتہ منہا۔ یعنے جو دنیا کی خواہش رکھتا ہے اُسے ملجاتی ہے اور جو آخرت کی خواہش رکھے اُسے مل جاوے گی۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں طرح سے رحمت ہیں۔ آپ کے وسیلہ سے کوئی دین بادشاہ لیتا ہے۔ کوئی دنیا حاصل کر لیتا ہے۔ فیروزپور کے لئے بھی آپ رحمت ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۰ء سے میں وقتاً فوقتاً آتا رہا ہوں۔ جبکہ میں نینی تال میں ملازم تھا۔ اور پنجاب کو آتا جاتا۔ تو یہاں چند روز ٹھہرتا۔ کیونکہ میرے والد صاحب مرحوم کے یہاں مُرید تھے۔ ان کی درخواست سے ان کو مل کر جاتا۔ اور یہاں کی حالت دیکھ کر افسوس ہوتا تھا۔ پارسال جب ملازمت چھوڑ کر۔ مجھے یہاں آنے کا اتفاق ہوا۔ تو یہاں کے لوگوں کی حالت ابتر دیکھ کر اشاعت اسلام میں اور امر معروف اور نہی عن المنکر کے لئے میں نے کوشش کی چنانچہ اس وقت میرے اس طور پر لگوانے کہ جرأت اپنے پر یہاں کے بعض آدمیوں نے ایک اشتہار شائع کرایا۔ اور اشتہار کا مضمون لکھ کر مجھ کو دکھایا۔ تاکہ میں ان کو اس کے متعلق رائے دوں۔ اور وہ اشتہار کا مضمون یہ ہے۔

"یوں تو زمانے کے ایمان سوز اثر نے ہر فرد بشر خصوصاً مسلمانوں کو اپنی چالبازی کے رنگ میں رنگ کر دین کی جانب سے انتہا درجہ کا غافل کر دیا ہے۔ مگر جس انتہا درجہ کی غفلت ہمارے شہر فیروزپور میں مسلمانوں پر طاری ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسری جگہ مشکل سے نظر آئے گا یہاں نہ تو کوئی ایسا عالم ہی موجود ہے۔ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پاک اور تاکیدی فرض کو ادا کرے نہ کوئی اور معزز اور با اثر شخص تھا۔ جو اپنے سیاست یا مثال سے رہبری کا باعث ہو گویا یہ شہر روحانی بیماری میں مبتلا تھا۔ اور زبان حال سے روحانی باران کے نزول کا التجا کر رہا تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے اس کی التجا سن لی۔ اور اپنی باران رحمت نازل فرمائی۔ اور غیب سے ایک ایسا مبارک وجود بھیجدیا۔ جو کہ اخلاص سے خدا کے پاک فرائض کو قولی اور عملی طور پر بجالانے پر مستعد اور آمادہ ہے یہ پاک شخص ایک خوش شکل اور صالح نوجوان ہے۔ جو کہ اسم بامسمّی مولوی مسیح دین یعنے دین کا زندہ کرنے والا ہے اور موضع کوہاٹ ضلع پشاور کا باشندہ ہے۔ آپ اپنے مُریدوں کو ملنے اور ہدایت کرنے کی غرض سے یہاں تشریف لائے تھے۔ مگر یہاں کی ابتر حالت دیکھ کر انہوں نے یہاں قیام فرمایا اور درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے خلق خدا کو ہدایت کرنے لگے۔ جو باشندگان فیروزپور کے لئے باعث فخر ہے۔ مولوی صاحب موصوف روزمرہ قرآن مجید کا ترجمہ سناتے ہیں اور ہفتہ میں دو بار مفید مضامین کا وعظ بیان فرماتے ہیں۔ مقامی انجمن اشاعت تعلیم فیروزپور نے مولوی صاحب کا اخلاص اور سعی دیکھ کر مولوی صاحب کی امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ مولوی صاحب انجمن کے طالب علموں کو علاوہ دینی وعظ کے اخلاقی وعظ بھی فرمایا کرینگے۔ مولوی صاحب موصوف خاندان نقشبندیہ مجددیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس اشتہار سے یہ غرض ہے۔ کہ مولوی صاحب کا مقصد اور منشا سب کو معلوم ہو جاوے تاکہ وہ تبلیغ اسلام میں مولوی صاحب کا ہاتھ بٹائیں۔ اور وعظ کے نیک کام میں ان کی مثال کی پیروی کریں۔

المشتہران۔ خیرخواہان اسلام منشی محمد عمر نقل نویس و ماسٹر عبد الرحمان ٹیچر۔ ایچ۔ ایم ہائی سکول فیروزپور"

میں نے اس اشتہار کو لے کر اپنے پاس رکھا۔ اور کہا کہ اب اس کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ جب کچھ کام کر کے دکھائیں گے۔ تب شائع کرینگے۔ ابھی تو ابتدا ہے چنانچہ میں نے محلہ محلہ وعظ کیا اور شرک و بدعت کی تردید کی کوشش کی۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر پر زور دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ ہمارے اعمال شرک و بدعت کی تردید کرتا ہے جسکو وہ عبادت جانتے تھے۔ انہوں نے یہ شور مچانا شروع کیا کہ مولوی وہابی معلوم ہوتا ہے۔ اس کا وعظ مت سنو۔ اس اثنا میں جماعت احمدیہ نے یہاں سالانہ جلسہ کیا اور حضرت مرزا صاحب کی رحمت کا فقد ادھر منعکس ہوا لوگوں کی مرضی کے برخلاف میں اس جلسہ میں شریک رہا۔ اور جملہ مضامین کو غور سے سنا۔ تب لوگ اور بھی مخالف ہوئے اور کہنے لگے یہ مرزائیوں سے ملتا ہے۔ اس سے مت ملو اس جلسہ کے بعد مجھ کو جماعت احمدیہ سے محبت ہوئی اور میرا اس طرف تحقیق حق کی غرض سے میلان ہوا۔ خدا کے فضل سے منشی فرزند علی صاحب جو میرے معزز اور مکرم دوست ہیں ان کو امداد الٰہی ملی۔ اور انھوں نے بیعت کی اور مجھے تبلیغ کی اور مجھے تحقیق کا موقعہ ملگیا۔ ان کے اخلاص سے مجھ کو ہدایت ملی۔ میں نے ۱۹۰۹ء کے سالانہ جلسہ پر جا کر حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جس کا مفصل حال میں نے اپنے رسالہ تحفۂ مسیح میں لکھا ہے۔ جو عنقریب مکمل ہو کر چھپوایا جائے گا۔ منشی فرزند علی صاحب کی کوشش سے ان کی اہلیہ نے اور منشی علی بخش صاحب اور بابو عبد السبحان صاحب اور چودھری محمد صدیق صاحب اور ان کے بھائی بابو عبد العزیز صاحب نے بھی بیعت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ وہ اثر ہے ۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت کرتی ہے ۔ مگر یہ قاعدہ ہے ۔ کہ ہر ایک موسیٰ کے مقابل فرعون بھی ہوا کرتا ہے ۔ یا یون کہئے ۔ کہ روشنی کے دشمن الو اور چمگادڑ بھی ہوا کرتے ہین ۔ جب رحمۃ للعالمین کا نور یہان چمکا ۔ تو غیر احمدی چمگادڑون نے شور مچایا ۔ اور اس نور پر خاک ڈالکر چھپانا چاہا ۔ بقول اللہ تعالےٰ کے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم ۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ چنانچہ اونہون نے ایک مخالفت مین جلسہ کیا ۔ اور ایک شخص مسمی محمد عظیم کو اس جگہ ... قائم مقام بناکر ہو سے کے مقابل کھڑا کیا اس نے حضرت مرزا صاحب کو تمسخرانہ اور رذیلانہ الفاظ مین یاد کیا ۔ اور اس طرح سے جس شخص کی دوسری جگہ پیش بھی نہ ہوتی تہی ۔ یہان اس کی پرستش ہونے لگی ۔ اور اس کے روزگار نے یہان خوب ترقی کی ۔ چنانچہ اب تک فیروزپور اس کا مرکز بنا ہوا ہے اور وہ سوائے فیروزپور کے کسی طرف رُخ نہین کرتا ۔ چند روز کے لئے جاتا ہے پھر آن موجود ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے سچے وعدے کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے بھی رحمت ہوئے اور اس کے معاش کے ترقی کا ذریعہ ہوئے ۔ مولانا صاحب محمد عظیم نے اپنے روزگار کی ترقی کے لئے ایک رسالہ چودھوین صدی کے مسیح کی ایک زندہ کرامت کے نام سے مہینون تک چندہ مانگ مانگ کر شائع کیا ۔ جو اس کی راستبازی کا نمونہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کی حالت پر رحم کرے ۔ من یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا کے مطابق تو اس کی دُعا قبول ہوگئی ۔ مگر ہم تو اس کے لئے دُعا کرتے ہین کہ خدا تعالےٰ اسے ہدایت دے ۔ رب اھد قومی فانھم لا یعلمون ۔ مولانا صاحب موصوف موضع گکھڑ کے رہنے والے ہین ۔ اور دراصل ایک کاتب ہین ۔ مگر آجکل عالی جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب نقشبندی مجددی حنفی ہین ۔ اور کیون نہ ہو ۔ وہ انسان ہی کیا ۔ جو ترقی نہ کرے ؂

سال اوّل مطرب و سال دوم خواجہ شود
غلہ گر ارزان بود امسال سید میشود

قریباً ایک ماہ سے منشی عزیز علی صاحب قادیان تشریف لے گئے ہین اور دین حاصل کر رہے ہین اور جناب مولوی صاحب یہان رونق افروز ہین اور دنیا کما رہے ہین ۔ یہ واقعات ثابت کر رہے ہین ۔ کہ حضرت مرزا صاحب رحمۃ للعالمین ہین نہ صرف اون کے لئے ۔ جو آپ سے خدا کے لئے محبت رکھتے ہین ۔ بلکہ اون کے لئے بھی جو آپ کے مخالف ہین ۔ چنانچہ اور بھی اکثر مخالفین جیسے مرتد ڈاکٹر وغیرہ آپ کی مخالفت سے فائدہ اُٹھاتے ہین ۔ اور مولوی ثناء اللہ و مولوی ابراہیم وغیرہ آپکے طفیل سے روٹیان کماتے ہین ۔ اِس طرح سے ہم کو اس الہام کی تصدیق کا ثبوت ملتا ہے ۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۔

کمترین مسیح الدین ساکن کوٹھہ شریف تحصیل صوابی ضلع پشاور ۔ حال وارد فیروزپور ۔ صدر بازار

بیت العتیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے جو معنے لفظ عتیق کے کئے ہین وہ بہت صحیح ہین ۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کے منشا کے مطابق ہین ۔ کعبہ کا عتق جبابرہ کے ہاتھ سے کئی طرح ثابت ہے صلیبی جنگون کی تاریخ آپنے شائد نہ پڑھی ہو ۔ ساری یورپ کی سلطنتین ملکر یروشلم کو چھڑانے اور بیت اللہ کو ہدم کرنے کے لئے آئی تھین ۔ اور ایک ... اروح مدینہ پر انہی جنگون کی اثنا مین فوج لے کر چڑھ آئی تھی ۔ صرف دو دن کا سفر باقی تھا ۔ اور اس کا ناپاک ارادہ یہ تھا کہ حرم کی سخت بے حرمتی کرے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا اور کسی کا کعبہ پر تسلط نہ ہونے دیا ۔ اب آپ کیا سمجھتے ہون گے ۔ کہ کعبہ کی حفاظت کون کرتا ہے ۔ سلطنت عثمانیہ جو اپنے آپ کو خادم حرمین کہتی ہے ۔ یورپ کی سلطنتون کے مقابلہ مین ایک بیمار بکری کی طرح ہے ۔ پھر بھی کعبہ آزاد ہے ۔

اور حاجیون کے لئے امن کی جگہ ہے ۔ یروشلم گنگا (ہردوار) بنارس متھرا کی طرح نہین ۔ کیا آپ کو کبھی فکر پیدا نہین ہوئی ۔ کہ بیت اللہ کیسے خطرے مین ہے ۔ اور پھر محفوظ ہے ۔ اگر آپ ساری آیت قرآن مجید کو پڑھتے ۔ تو آپ کو یہ مشکل نہ معلوم ہوتا ۔ قال اللہ تعالیٰ ۔ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علیٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق ۔ غور فرمائیے ۔ کہ ان سب مناسک حج کے پورا کرنے کے لئے کعبہ کو کیسا ہونا چاہئے پابندیون اور حکومتون کے نیچے ہونا چاہئے یا آزاد ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ غیر قومون کے قوانین کے ماتحت ہونا چاہیئے یا معتق من تسلط الجبابرۃ ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السمٰوات وما فی الارض وان اللہ بکل شیءٍ علیم ۔ کعبہ ہمیشہ محترم مقام رہیگا لوگون کے قیام کا موجب ہو گا ۔ حرمت کا مہینہ قربانی اور گانین بھی ہمیشہ رہینگی ۔ یہ اس لئے بتایا گیا ہے ۔ کہ تا تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ۔ کہ آسمانون اور زمینون مین کیا تغیرات آنے والے ہین اور اسے ہر چیز کا علم ہے ۔ یہ پیشگوئی ہے ۔ کہ کعبہ ہمیشہ عتیق رہے گا ۔ ہمیشہ جبابرون کے ہاتھ سے آزاد رہے گا ہمیشہ محترم رہے گا ۔ ہمیشہ قربانین ہوتی رہینگی ۔ اور یہ پہلے سے بتا دینا کہ ایسا ہو گا ۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے جس کو آسمان اور زمین کا سب علم ہے اور کسی کا کام نہین ۔ یہ پیشگوئی تیرہ سو سال سے پوری ہوتی چلی آئی ہے ۔ کعبہ ہمیشہ تسلط غیر سے محفوظ رہا ہے ۔ ہمیشہ حج ہوتے رہے ہین اس کے حاکم ہمیشہ اپنے آپ کو خادم حرم کہہ کر فخر کرتے آئے ہین ۔ آپ خیال فرمائیے ۔ کہ عبد اللہ ابن زبیر اور حجاج کون تھے ۔ کیا وہ خادمان کعبہ نہ تھے ۔ کیا انہون نے کعبہ کی حرمت کو توڑا تھا ۔ کیا انہون نے حج کو بند کر دیا تھا ۔ بلکہ دونون اپنے آپ کو خادم کعبہ اور رسول اللہ کے متبع یقین کرتے تھے ۔ اور یون تو رسول اللہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی ۔ رسول اللہ نے ایک شخص کو جو فتح مکہ کے بعد عین کعبہ کے اندر بیت اللہ کے غلاف مین چھپا ہوا تھا ۔ قتل کروا دیا ۔ مگر کعبہ کی حرمت مین فرق نہ آیا

احباب وصول فرما کر مشکور کرین ۔

۱۱ ستمبر ۱۹۰۶ء

کے چندہ سالانہ کے لئے

یکم دسمبر ۱۹۱۰ء

کا پرچہ وی پی ہوگا ۔